رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ — عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۴۳۵

الفضل

قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

فی پرچہ ۱؎

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

فہرست مضامین

جلد ۲۲	مطابق ۳ جنوری ۱۹۳۵ء	یوم پنجشنبہ	۲۶ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ	نمبر ۸۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق یکم جنوری بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

صاحبزادہ خلیل احمد ابن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو کھانسی اور بخار کی شکایت ہے۔ اسی طرح صاحبزادہ طاہر احمد بھی علیل ہیں۔ صحت کاملہ کے لئے دعا کی جائے۔

جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے ۲۹ دسمبر سے قرآن مجید کے آخری پاروں کا مسجد اقصیٰ میں درس دینا شروع کیا ہے۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی برکات و فیوض سے متمتع ہونے کے لئے امسال بھی مختلف مساجد میں بہت سے اصحاب اعتکاف بیٹھے ہیں۔

۳۰ دسمبر بعد نماز عشاء مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے میجک لینٹرن کے ذریعہ مدرسہ احمدیہ کے صحن میں لیکچر دیا اور تصاویر کے ذریعہ سلسلہ احمدیہ کی تبلیغی مساعی پیش کیں۔

رمضان المبارک کے متعلق فرمانِ نبوی

روزہ جلدی افطار کرنا چاہیئے

(۱) عن سھل بن سعدٍ رضی اللہ عنہ انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم قال لایزال الناس بخیرٍ ما عجلوا الفطر (بخاری)

(۲) عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم قال اللہ تعالیٰ احبّ عبادی الیّ اعجلھم فطراً۔ (مشکوٰۃ)

(۱) حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں میں اس وقت تک بھلائی رہے گی جب تک روزہ جلد افطار کیا کریں گے۔

(۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے وہ بندے بہت پیارے ہیں۔ جو جلدی روزہ افطار کرتے ہیں۔

صدقۃ الفطر

رمضان المبارک کا آخری عشرہ گزر رہا ہے۔ چونکہ صدقۃ الفطر ہر فرد کی طرف سے عید سے قبل ادا ہونا نہایت ضروری ہے۔ تا غریب اور نادار لوگوں میں عید سے قبل تقسیم کیا جا سکے۔ اور وقت بہت تنگ ہے۔ اس لئے عہدہ داران جماعت اور احباب کو چاہئے کہ صدقۃ الفطر کی ادائیگی۔ اور وصولی کا جلد تر انتظام فرما کر۔ وصول شدہ روپیہ جلد بھجوا دیں اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے کہ صدقۃ الفطر کی رقم سوائے غرباء و مساکین میں تقسیم کئے جانے کے اور کسی مصرف میں خرچ نہیں کی جا سکتی۔ بعض احباب یا جماعتیں لاعلمی کے سبب اس رقم کو اور مصرف میں لے آتی ہیں۔ یہ ہرگز جائز نہیں۔ البتہ اگر مقامی جماعت میں کوئی غریب یا مستحق ہو۔ تو اس کے لئے کچھ رقم رکھی جا سکتی ہے ورنہ تمام روپیہ قادیان بھجوایا جائے تا یہاں کے اُن تمام غرباء و مساکین میں تقسیم کیا جا سکے۔ جو مختلف اطراف و ممالک سے یہاں آئے ہوئے ہیں یا تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

صدقۃ الفطر میں ایک صاع غلہ گندم جس کا وزن تین سیر چھٹانک ہے گھر کے ہر ایک فرد کی طرف سے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ مرد یا عورت دیا جائے۔ تین سیر چھٹانک گندم کی قیمت آج کل کے نرخ کے لحاظ سے ۳ ہے۔ نصف صاع بھی جائز ہے لیکن مستحب پورا صاع ہی ہے۔ ناظر بیت المال قادیان

اختتام درس قرآن کریم کی دُعا

گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی رمضان میں قادیان میں قرآن شریف کے درس کا انتظام کیا گیا تھا۔ اور اب آخری عشرہ میں مکرمی مولوی غلام رسول صاحب راجیکی آخری پاروں کا درس دے رہے ہیں۔ یہ درس انشاء اللہ تعالیٰ ۲۹۔ رمضان مطابق ۶ جنوری بروز اتوار ختم ہوگا۔ اور آخری دو سورتوں کا درس خود حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد اقصےٰ میں ۶۔ جنوری کو بعد نماز عصر فرمائیں گے۔ جس کے بعد حسب دستور حضور مقامی جماعت کے ساتھ دُعا فرمائیں گے۔ بیرونی احباب اپنی اپنی جگہ پر ۶۔ جنوری کو بعد نماز عصر و قبل اذان مغرب دُعا کا انتظام کر کے اس دعا میں شریک ہو سکتے ہیں۔ خاکسار مرزا بشیر احمد ناظر تعلیم و تربیت

تحریک جدید کے چندہ میں حصّہ لینے والے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے

مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ تحریک جدید کے چندوں کو بہت سے دوستوں نے سمجھا نہیں۔

(۱) بعض خیال کرتے ہیں۔ کہ مالدار سے مراد وہ ہے جس نے روپیہ جمع رکھا ہوا ہو۔ ایسا مالدار مسلمانوں میں شاذ ہوتا ہے۔ جو شخص اس دھوکے میں ہے۔ وہ اپنے رب کے پاس جائیگا اور اپنے کو تہیدست پائیگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسے نعمت دی اور اس نے قدر نہ کی۔

(۲) بعض خیال کرتے ہیں۔ کہ جماعت کے کارکن تحریک کریں گے۔ تو ہم حصہ لکھا دیں گے۔ یا دیدینگے۔ انہیں یاد رہے۔ کہ اگر ان کی جماعت کے کارکن سست ہیں۔ یا خود حصہ نہ لینے کے سبب سے تحریک کو دبا رہے ہیں۔ تو یہ جواب خدا تعالیٰ کے سامنے کافی نہ ہوگا۔ ہر مومن خدا تعالیٰ کے سامنے خود ذمہ وار ہے۔

(۳) جماعتوں کو عادت ہے۔ کہ وہ اکٹھا چندہ بھجواتی ہیں۔ اس لئے جو کارکن جماعت میں تحریک کر کے مشترکہ فہرستیں نہ بھجوا سکیں۔ ان کا دیانتدارانہ فرض ہے۔ کہ جماعت میں اعلان کر دیں۔ کہ ہم نے یہ کام نہیں کرنا جس نے بھجوانا ہو۔ براہ راست بھجوا دے۔ ہم جماعت کی اکٹھی لسٹ نہیں بھجوانی چاہتے۔

(۴) بعض آسودہ حال اسراف کی عادت کی وجہ سے بڑی قربانی نہیں کر سکتے۔ اور وہ لوگوں کی شرم سے تھوڑا حصہ بھی نہیں لیتے۔ یہ شرم انہیں اور بھی زیادہ نیکی سے محروم کر دے گی۔

(۵) کوئی دوست اس چندہ کی تحریک کیلئے دوسرے پر اصرار نہ کریں۔ ہاں جو کارکن یا کارکنوں کی سستی کی صورت میں غیر کارکن ثواب حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ وہ ہر ایک سے پوچھ لیں۔ کہ کیا وہ حصہ لینا چاہتا ہے یا نہیں۔ اگر لینا چاہتا ہے۔ تو لکھتا۔ جو خدا تعالیٰ کے نزدیک مجبور ہے۔ اسے دق نہ کرو۔ اور جو شیطان کے ہاتھوں مجبور ہے۔ اسے اور زیادہ شرمندہ نہ کرو۔ یاد رکھو یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ اور ہو کر رہے گا۔

قضائے آسمانست ایں بہر حالت شود پیدا

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا شکریہ

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو قدرتی طور پر کشمیریوں سے محبت ہے۔ اور وہ ہمیشہ سالانہ جلسہ پر آنے والے اہل کشمیر کی دعوت چائے سے خاطر تواضع فرمایا کرتے ہیں۔ اور ان کی قیام گاہوں پر جا کر ان سے گفتگو فرماتے ہیں۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۴ء کو ان کے ہاں تمام کشمیریوں کی دعوت چائے تھی۔ جس کے لئے ہم ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ مسٹر گلکار صاحب نے اہل کشمیر کی طرف سے جناب مفتی صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ خاکسار حبیب اللہ

اعلان نکاح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۳۰ دسمبر ۱۹۳۴ء اخوند محمد عبد القادر خان ایم۔ اے ابن اخوند محمد افضل خان صاحب پنشنر سب انسپکٹر پولیس ڈیرہ غازی خان کا نکاح خاکسار کی لڑکی صفیہ سلطان بیگم کے ساتھ بعوض مبلغ یک ہزار روپیہ مہر پڑھا۔ دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے بابرکت کرے۔

خاکسار محمد اکبر خان آف ڈیرہ غازی خان

شاہجہانپور سے قادیان کو بائیسکلوں پر

شاہجہانپور کے تین بائیسکل سوار نوجوان سید شوکت علی و شیخ حمید الدین و شیخ کلیم الدین ۸ دسمبر کو دو بجے دن کے شاہجہانپور سے روانہ ہو کر ۲۰ دسمبر کو ۵ بجے دارالامان پہنچے۔ اگرچہ شاہجہانپور سے قادیان تک کا فاصلہ چار سو بیس میل کم و بیش ہے لیکن ناواقفی راہ کی وجہ سے پانسو میل فاصلہ طے کرنا پڑا۔ راستہ میں بارش اور خام رستہ بھی مشکلات کا موجب ہوئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بخیریت پہنچایا۔ تین چار جگہ کے سوا باقی مقامات میں یہ بائیسکل سوار اپنے احمدی بزرگوں اور بھائیوں میں قیام کرتے ہوئے آئے۔ یہ نوجوان ان بزرگوں اور بھائیوں کے شکر گزار ہیں جنہوں نے اپنی مہربانی و محبت سے ان کو قیام کا موقعہ دیا۔ اور بہت خاطر و مدارات سے پیش آئے۔ یہ اصحاب واپس بھی بائیسکلوں پر ہی جائیں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل

نمبر ۸۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ رمضان ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ پر احراریوں کی شرارتیں

اور پولیس کا قابل مذمت جانبدارانہ رویہ

جماعت احمدیہ کی مذہبی تقریب

قادیان میں جماعت احمدیہ کا سالانہ اجتماع ایک مذہبی تقریب ہے۔ جو بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم کی جس میں احمدیوں کا شریک ہونا ضروری قرار دیا اور جو مسلسل ۴۳ سال سے منائی جا رہی ہے۔ دُور دراز کے علاقوں بلکہ غیر ممالک سے بھی احمدی مذہبی اور روحانی فوائد حاصل کرنے کے لئے شریک ہوتے اور جلسہ کے چند ایام مذہبی رنگ میں نہایت انہماک سے گزارتے ہیں۔ اس موقعہ پر مقامی حکام اور پولیس کو کبھی کسی قسم کے انتظام کی ضرورت نہیں محسوس ہوئی :۔

پولیس کا مظاہرہ

لیکن ۱۹۳۳ء سے جبکہ احراریوں نے قادیان میں فتنہ پردازی شروع کی۔ جماعت احمدیہ کو اشتعال دلانے کے لئے شرمناک سے شرمناک حرکات کیں۔ بدزبانی۔ اور بدگوئی کا سلسلہ جاری کیا۔ تو پولیس اور بعض دُوسرے حکام نے کئی ڈھنگوں میں ان کی حوصلہ افزائی کرنے کے علاوہ جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ پر بھی پولیس کا خاص مظاہرہ کرنا ضروری سمجھا۔ اور اب کے گزشتہ جلسہ سے بھی زیادہ تعداد میں پولیس قادیان میں بھیجی گئی۔ جو گلیوں اور کوچوں میں۔ اور احمدیوں کے ہجوم میں بلا ضرورت اور بلا وجہ گشت کر کے اپنی موجودگی کا ثبوت پیش کرتی رہی :۔

اگرچہ اس رنگ میں بھی پولیس کی نمائش ہمارے لئے رنجدہ اور دل آزار تھی۔ کیونکہ سالہا سال کا گزشتہ ریکارڈ اس امر کا ناقابل تردید ثبوت پیش کر رہا ہے۔ کہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ہزارہا کے مجمع میں کبھی کوئی چھوٹے سے چھوٹا واقعہ بھی ایسا رونما نہیں ہوا جس کے متعلق پولیس کو دخل دینے کا موقعہ ملا ہو یا اسے کسی قسم کی سرگرمی دکھانے کی ضرورت لاحق ہوئی ہو۔ ان حالات میں جو لوگ مذہبی عقیدت اور اخلاص سے دور دراز کا سفر کر کے کئی قسم کی تکالیف اٹھا کر اور اخراجات برداشت کر کے جمع ہوتے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے معززین حکومت کے اعلیٰ سے اعلیٰ عہدہ دار اعلیٰ تعلیم یافتہ۔ اور احمدیت کے ذریعہ اعلیٰ تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ ان میں پولیس کنسٹبلوں کا اپنے مخصوص رنگ میں پھرنا۔ اور ہیڈ کانسٹبلوں اور سب انسپکٹروں وغیرہ کا اکڑ فوں دکھانا سوائے اس کے کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کہ پولیس یہ بتانا چاہتی ہے کہ جہاں اس کا جی چاہے وُہ دخل دے سکتی ہے خواہ اس کی کوئی ضرورت ہو۔ یا نہ ہو۔

احراریوں کی حوصلہ افزائی

مگر بات یہاں تک ہی محدود نہ رہی۔ کہ امن قائم رکھنے کی ذمہ دار پولیس بے محل۔ اور بے موقعہ اپنی موجودگی کا مظاہرہ کرتی رہی۔ بلکہ وُہ فتنہ پرداز احراری جن کی وجہ سے پولیس کو یہاں آنے کا موقعہ نصیب ہُوا ان کو نہ صرف اس نے اشتعال انگیز اور امن شکن حرکات کے ارتکاب سے نہ روکا۔ بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی رہی۔ اور اس طرح کھلم کھلا کی جاتی رہی کہ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا اتنی بڑی تعداد میں پولیس کے آنے کی غرض وغایت ہی یہ ہے۔ کہ احراریوں کو جماعت احمدیہ کے سالانہ اجتماع میں ہر قسم کی شرارت اور فتنہ پردازی کرنے کا موقعہ مل سکے۔ اسی موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہُوئے انہوں نے ہمارے جلسہ کے دَوران میں امرتسر سے ایک نہایت ہی بدزبان اور بدگو مولوی کو بلایا۔ اس کی آمد کے متعلق احمدیوں کے ہجوم میں نہایت دل آزار الفاظ میں ڈھول بجا بجا کر ڈھنڈورا پیٹا۔ اس کا جلوس نکالا۔ اور آخر پولیس کے کیمپ کے بالکل قریب۔ اور اس کے زیرِ سایہ اجتماع کیا۔ یہ سب کچھ ۲۸ دسمبر کو کیا گیا۔ جبکہ ہمارے جلسہ کا آخری دن تھا۔ اور اس دن سب سے زیادہ احمدیوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ کیونکہ جو اصحاب مجبوریوں کی وجہ سے جلسہ کے تینوں دنوں میں شامل نہ ہو سکیں۔ وُہ آخری دن شریک ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس طرح جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد بہت بڑھ جاتی ہے :۔

ایسے موقعہ پر احراریوں کا خواہ مخواہ تصادم اور انتشار کے سامان پیدا کرنا۔ اور پولیس کا اس میں کوئی دخل نہ دینا

تحریکِ جدید کی تشریح

رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

۱۔ دوست اچھی طرح سمجھ لیں۔ کہ چندہ کی نئی تحریکیں جن کی میزان ساڑھے ستائیس ہزار بنتی ہے۔ اور جن کا مطالبہ گزشتہ خطبات میں جماعت سے کیا گیا ہے۔ وُہ صرف پہلے سال کیلئے ہیں۔

۲۔ یہ تحریکات نئے سرے سے تین سال تک پہلا سال ختم ہونے پر دوبارہ شائع ہوتی رہیں گی صرف فرق یہ ہوگا۔ کہ آئندہ دو سالوں میں ساڑھے بائیس ہزار سالانہ کی تحریک کی جائے گی :۔

۳۔ جنہوں نے اس سال چندہ دیا ہے۔ یا اس کا وعدہ کیا ہے۔ وُہ مجبور نہیں ہونگے۔ کہ آئندہ سالوں کی تحریکات میں ضرور حصہ لیں۔ یا اتنا ہی حصہ لیں۔ جتنا اس سال لیا ہے۔ بلکہ یہ ان کے اخلاص اور ان کی اس وقت کی مالی حالت پر منحصر ہوگا :۔

۴۔ بہرحال اس وقت جو دوست چندہ لکھوا رہے ہیں۔ یا لکھوائیں گے۔ وُہ اسی سال کا چندہ ہوگا۔ نہ کہ تینوں سالوں کا۔ اس لئے جو دوست قسط وار چندہ کی رقم پوری کرنا چاہیں۔ ان کی قسطیں پہلے بارہ ماہ کے اندر ختم ہو جانی چاہئیں۔ اور جو یکمشت دیں۔ وُہ سمجھ لیں۔ کہ انہوں نے پہلے سال کی تحریک کا چندہ دیا ہے۔ نہ کہ تین سالوں کا :۔

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح

صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ سب کچھ پولیس کی مرضی کے مطابق کیا گیا۔ اور پولیس کو اپنی پشت پناہ۔ اور مددگار سمجھ کر کیا گیا۔

احراریوں کی رپورٹ

احراریوں نے اس کے متعلق جو رپورٹ ۳۰ دسمبر کے اخبار "احسان" میں شائع کرائی ہے۔ اس کے چند فقرات پڑھ لینے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ پولیس نے اس موقعہ پر جو رویہ اختیار کیا۔ وہ کس درجہ جانبدارانہ۔ کس قدر خلاف امن اور کتنا قابل مذمت ہے۔

لکھا ہے:- "۲۸ دسمبر جمعۃ المبارک مجلس احرار اسلام قادیان کے زیر اہتمام پندرہ ہزار مسلمانوں نے ذوق و شوق سے ادائیگی فریضہ جمعہ کے لئے شرکت کی۔ چونکہ جامع مسجد کا صحن چھوٹا تھا۔ اس لئے کھلی جگہ میں نماز ادا کرنے کا انتظام کیا گیا۔"

"اگرچہ قادیانی مرزائیوں کا بھی سالانہ جلسہ تھا۔ لیکن غلامان محمدؐ کے اس بے نظیر اجتماع کو دیکھ کر جو ان کے اجتماع سے سہ گنا زیادہ تھا۔ قادیانی جلسہ کے تینوں روز دفتر مجلس احرار قادیان میں مرزائیوں کے جلسہ پر آئے ہوئے لوگ آتے رہے۔ بیس ہزار کے قریب مختلف قسم کے پمفلٹ قادیانی مرزائیوں میں تقسیم کئے گئے۔ ان کے مرد۔ اور عورتوں نے اسلامی لٹریچر کو شوق سے پڑھا۔"

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ (۱) قادیان میں احراریوں کے ذریعہ دوسرے ایام میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے جتنا اجتماع ہوا کرتا ہے۔ ۲۸ دسمبر کو اس سے بہت زیادہ ہوا۔ اور اس کا اہتمام مجلس احرار قادیان نے کیا۔

(۲) یہ اجتماع اتنا غیر معمولی تھا۔ کہ احراریوں نے جو جامع مسجد بنا رکھی ہے۔ اس کا صحن ناکافی ثابت ہوا۔ اور وہاں نماز پڑھنے کی بجائے کھلی جگہ میں نماز ادا کی گئی۔

(۳) احراریوں نے اس دن اردگرد کے دیہات سے لوگوں کو اتنی بڑی تعداد میں جمع کیا۔ جو جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ میں شریک ہونیوالوں کی تعداد سے تین گنا زیادہ تھی۔

(۴) احراریوں نے جماعت احمدیہ کے جلسہ پر بیس ہزار کے قریب مختلف قسم کے پمفلٹ تقسیم کئے۔ جو نہ صرف مردوں کو دیئے گئے۔ بلکہ عورتوں تک بھی پہنچائے گئے۔

احراریوں کا اجتماع اور پولیس

اب سوال یہ ہے۔ کہ جب احراری اردگرد کے دیہات کے لوگوں کی غیر معمولی تعداد ۲۸ دسمبر کو قادیان میں جمع کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ جبکہ جماعت احمدیہ کے جلسہ پر ہزار ہا لوگ دور دراز سے آئے ہوئے موجود تھے۔ تو کیا پولیس نے اس کے خلاف کوئی کارروائی کی۔ اگر نہیں کی۔ اور یقیناً نہیں کی۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ پولیس خود چاہتی تھی۔ کہ اردگرد سے جس قدر بھی لوگوں کو احراری جمع کر سکیں۔ ضرور کر لیں۔ تاکہ اپنے کارہائے نمایاں دکھانے۔ اور اپنی قابلیت کے اظہار کا کسی نہ کسی طرح موقعہ مل سکے۔ ۲۸ دسمبر احراریوں کے لئے کوئی خاص دن نہ تھا۔ ان کی کوئی خاص تقریب نہ تھی۔ کہ اس کے لئے بیرونجات سے لوگوں کو خاص اہتمام کے ساتھ جمع کرنا اور غیر معمولی تعداد میں جمع کرنا ضروری تھا۔ صرف جمعہ کا دن تھا۔ جو ہر ساتویں روز آتا ہے۔ اور اس دن جتنے احراری پہلے جمع ہوا کرتے تھے۔ اتنے اس دن بھی ہو سکتے تھے۔ پھر ۲۸ دسمبر کے جمعہ میں سوائے اس کے کیا خصوصیت تھی۔ کہ اس دن جماعت احمدیہ کا قادیان میں اجتماع تھا۔ اور معمولی عقل و سمجھ کا انسان بھی خیال کر سکتا ہے کہ جو احرار کیا جماعت احمدیہ کے خلاف انتہائی رنگ میں فتنہ و شرارت پھیلانے اور تصادم کرانے میں مصروف ہیں۔ ان کی طرف سے ایسے موقعہ پر اردگرد کے لوگوں کو جمع کرنا سوائے نقض امن کے لئے کوشش کرنے کے اور کوئی مطلب نہیں رکھتا۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ پولیس کے ذمہ وار افسروں کی سمجھ میں اتنی موٹی بات بھی نہ آ سکی۔ اور انہوں نے احراریوں کے اجتماع کو جو بقول ان کے جماعت احمدیہ کے اجتماع سے تین گنا زیادہ تھا۔ قادیان میں ہونے دیا۔ اور اس طرح اپنی قابلیت اور فرض شناسی کا ثبوت پیش کیا۔ قابل توجہ امر یہ ہے۔ کہ یہی پولیس جسے احراریوں کے بالفاظ ان کے ایک لاکھ کے اجتماع پر کسی ایک احمدی کا بھی مضافات سے قادیان آنا گوارا نہ تھا۔ اور اسی وقت پولیس کے تمام چھوٹے بڑے مجسم قانون بنے ہوئے یہ جدوجہد کر رہے تھے۔ کہ کسی طرف سے کوئی احمدی قادیان میں نہ آ سکے۔ تاکہ امن میں خلل واقعہ نہ ہو۔ اس نے یہ کیونکر سمجھ لیا۔ کہ احراریوں کا جماعت احمدیہ کے اجتماع سے تین گنا زیادہ اجتماع کر لینا امن شکن نہ ہو گا۔ اور کیوں اس نے اس تین گنا اجتماع کو روکنے کی ذرا بھی کوشش نہ کی۔ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں۔ کہ پولیس نے دیدہ دانستہ احراریوں کو موقعہ دیا۔ کہ وہ جس قدر لوگوں کو جمع کر سکتے ہیں۔ کر لیں۔ اور جس طرح نقض امن کر سکتے ہیں۔ اس میں کمی نہ کریں۔

برسر راہ احراریوں کا اجتماع

پھر احراریوں کا یہ اجتماع جسے وہ جماعت احمدیہ کے اجتماع سے تین گنا بتاتے ہیں۔ ایسی جگہ ہوا جو برسر راہ تھی اور جہاں سے ہزاروں احمدی ہر وقت گزر رہے تھے۔ مگر پولیس نے اس بات کی بھی کوئی پروا نہ کی۔ اور احراریوں کو ایسی جگہ جمع ہو کر جماعت احمدیہ کی دل آزاری کرنے کا موقع دیا۔ جہاں عام حالات میں تصادم ہو جانا بالکل یقینی اور لازمی تھا۔

نہایت ہی دل آزار لٹریچر تقسیم کیا گیا

پھر احراریوں کا دعوے ہے۔ کہ انہوں نے بیس ہزار کے قریب مختلف قسم کے پمفلٹ احمدیوں میں تقسیم کئے۔ حتے کہ احمدی عورتوں تک بھی پہنچائے۔ یہ پمفلٹ نہایت گندے نہایت ناپاک نہایت دل آزار اور نہایت ہی اشتعال انگیز ہیں۔ پولیس افسروں کو ان کی طرف توجہ دلائی گئی۔ مگر کوئی پروا نہ کی گئی۔ اور احراریوں کو کھلی چھٹی دے دی گئی۔ کہ جس قدر جماعت احمدیہ کے خلاف گندہ لٹریچر ان کے پاس ہے۔ اسے احمدیوں میں تقسیم کرتے پھریں۔

اس بات کا بھی جب اس وقت سے مقابلہ کیا جائے جبکہ احراریوں کے جلسہ کے موقعہ پر احمدیوں کو اپنا تبلیغی لٹریچر تقسیم کرنے اور شائع کرنے کی بھی قطعی ممانعت کر دی گئی تھی۔ اور جبکہ جلسہ کے پاس سے گزرنے والے ایک احمدی کی جیب سے ایک آدھ ٹریکٹ نکلنے پر پولیس نے اسے گرفتار کر لیا تھا۔ تو حیرت ہوتی ہے۔ کہ پولیس کے رویہ میں یہ زمین آسمان کا فرق کیوں؟

غرض ان ایام میں پولیس کا رویہ جماعت احمدیہ کے خلاف کھلم کھلا مخالفانہ اور نہایت ہی قابل مذمت رہا۔ قیام امن میں اس نے نہ صرف کسی قسم کی مدد نہ کی۔ بلکہ اپنی ناقابلیت اور جانبداری کی وجہ سے ایسے حالات پیدا ہونے دیئے جن کا لازمی نتیجہ تصادم اور فساد ہو سکتا تھا۔ لیکن خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا ہر فرد اپنے سلسلہ کی تعلیم۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت سخت اشتعال انگیز حالات میں بھی بالکل پرامن رہا۔ حتے کہ احراریوں کو اس بارے میں کسی قسم کی جھوٹی اور مصنوعی شکایت کرنے کا بھی موقعہ نہیں ملا۔

احمدیوں پر قاتلانہ حملے کرنے کی تحریک

احراریوں کے حمایتی اخبار "زمیندار" اور "احسان" کئی بار اس غلط بیانی کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے کئی لوگوں سے موت پر بیعت لی ہے۔ اور ان سے مخالفین کو قتل کرانے کا کام لیا جائے گا۔ لیکن یہ بیہودہ سرائی اس لئے کی جا رہی ہے کہ احراری جن خلاف امن اور خلاف قانون حرکات کے مرتکب ہوئے اور جس قسم کے قاتلانہ منصوبوں میں منہمک ہیں۔ ان میں کامیابی حاصل کر سکیں۔ یہ ننگ اسلام لوگ جہاد کا جو مفہوم قرار دیتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ ان کے نزدیک جو بھی مسلمان نہ ہو۔ اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ ایک طرف تو ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے۔ اور دوسری طرف احمدیوں کو اسلام سے خارج قرار دیتے ہوئے بھرے جلسوں میں یہ کہہ چکے ہیں کہ ہم ان کے خلاف جہاد کریں گے۔" چوہدری افضل حق صاحب کی تقریر [illegible]

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم کلام

جادلهم بالتی هی احسن کا جلالی وجمالی پہلو

یہ وہ تقریر ہے۔ جو ابوالبرکات جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے ۲۶ دسمبر ۳۴ء جلسہ سالانہ کے موقع پر کی ؛ ایڈیٹر

چار تمہیدی امور

قبل اس کے کہ اصل مضمون کے متعلق کچھ عرض کیا جائے۔ تمہید کے طور پر چند باتوں کا بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اول یہ کہ انسان جسے خدا تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اور اسے اپنی مظہریت تامہ کاملہ کے لحاظ سے صفات جمالیہ و جلالیہ کے ساتھ اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ اس کے انتہائی کمال کا مرتبہ اسبات میں رکھا گیا ہے۔ کہ وہ تخلقوا باخلاق اللہ اور صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ کے ارشاد کے مطابق اپنے تئیں خدا تعالیٰ کے اخلاق سے متخلق اور اس کے رنگ سے رنگین ہو جائے۔ جیسا کہ آیت صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور نیز یہ کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی صفات جمالیہ اور صفات جلالیہ کو علم اور حکمت کی رعائت سے منصہ ظہور میں لاتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی اپنی صفات کو حکیمانہ طریق پر بذریعہ افعال واعمال ظہور میں لائے۔ اور جس طرح مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کا فعل عدل اور رحم کے اقتضا کے موافق ایصال خیر اور دفع شر کا نمونہ ظاہر کرتا ہے۔ اسی رنگ میں انسان کا فعل بھی ظاہر ہو۔ اس لئے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا عبد ہے۔ اور عبد کا مقام دراصل آلہ کا مقام ہے۔ جو اپنی حرکت اور سکون میں کلی طور پر صاحب آلہ کے ارادہ اور مرضی کے تابع ہوتا ہے۔ جیسا کہ عصا اور شمشیر کا عمل انسانی ہاتھ میں۔

دوسرے یہ کہ شریعت کا پر حکمت قانون شعبہ ہائے ضروریات انسانیہ کی ہدایت کے لئے وہی حیثیت رکھتا ہے۔ جو قیام یا حصول صحت بدن کے لئے علم طب وصناعت۔ پس جس طرح طبیب ایک مریض کے مناسب حال میٹھی یا کڑوی دوا یا غذا پیش کرتا ہے۔ یا جراح کبھی دنبل کو چیرتا پھاڑتا اور کبھی مرہم رکھتا ہے۔ اسی طرح کامل انسان جو طبیب روحانی ہوتا ہے۔ وہ بھی محل اور موقع کی رعایت سے روحانی اور اخلاقی بیماریوں سے مناسب حال۔ برتاؤ کا نمونہ دکھاتا ہے۔ اور جس طرح ایک دانا مریض کو طبیب اور ڈاکٹر کی کڑوی دواؤں یا اپریشنوں کے وقت اس کے پر حکمت فعل پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہوتا۔ بلکہ معالج کو مستحق شکریہ سمجھتا ہے۔ اسی طرح سمجھدار طالب شفا روحانی مریض کامل روحانی طبیب کے شکرگزار ہوتے ہیں۔ لیکن احمق اور بے وقوف بجائے قدردانی وشکریہ کے الٹا دشمنی اور اظہار نفرت کرتے ہیں ؛

تیسرے یہ کہ جس طرح جسمانی صحت اور بیماریاں علامات مخصوصہ سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح روحانی اور اخلاقی صحت اور بیماریوں کا حال معلوم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ تشخیص خواہ جسمانی حالت کے متعلق ہو۔ خواہ روحانی حالت کے متعلق بجز حاذق اور ماہر حکیم اور طبیب کے عام لوگوں کا کام نہیں۔

چوتھے یہ کہ جس طرح مختلف طبائع اور مختلف حالات کے جسمانی مریضوں کے جداگانہ اسباب مرض کے معالجات کی نوعیت بھی بلحاظ کیفیت وکمیت کے جداگانہ ہوتی ہے۔ جسے معالج ہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ اسی طرح روحانی مریضوں کے حالات اور معالجات کو قیاس کر لینا چاہیئے ؛

اب میں جدال کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ دنیا کے حالات پر نظر کرنے سے انسانوں کے متعلق عام طور پر ہمیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ جدال اچھے معنوں میں ہو۔ یا برے معنوں میں لوگوں کے اوقات اس سے خالی نہیں دیکھتے۔ لیکن فطرت سلیمہ چاہتی ہے۔ کہ جدال کی جو بہتر صورت ہو۔ اسے اختیار کیا جائے۔ اس لئے اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کہ جدال کے متعلق کچھ وضاحت کی جائے ؛

جدال احسن کی تعریف

جدال عربی زبان کا لفظ ہے۔ قرآن کریم میں بھی لفظ جدال مع اپنے بعض صیغہ ہائے مشتقہ کے استعمال ہوا ہے۔ جیسے کہ آیت فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج اور آیت ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلهم بالتی هی احسن۔ وغیرہ میں ہے۔ مفردات راغب میں جدال کے متعلق لکھا ہے۔ الجدال المفاوضۃ علی سبیل المنازعۃ و المغالبۃ اصلہ من جدلت الحبل ای احکمت فتلہ ومنہ الجدیل۔ وجدلت البناء احکمتہ ودرع مجدولۃ۔ والمجدل القصر المحکم البناء ومنہ الجدال فکان المتجادلین یفتل کل واحد الاٰخر عن رائیہ۔ وقیل الاصل فی الجدال الصراع واسقاط الانسان۔ صاحبہ علی الجدالۃ وهی الارض الصلبۃ یعنے دو گروہوں کا کسی امر میں جھگڑا کرنا اور اس کے متعلق بحث ومباحثہ کی ایسی صورت اختیار کرنا کہ جس سے ظاہر ہو کہ ہر ایک فریق اپنی جس بات کو پیش کر رہا ہے۔ خواہ وہ غلط ہی ہو۔ بہت ہی محکم اور مضبوط ہے۔ ایسی محکم اور مضبوط کہ وہ اس کے لئے یہی چاہتا ہے۔ کہ دوسرا فریق اس کی بات کو قبول کرے۔ یہ اپنی بات کو چھوڑنے اور دوسرے کی بات کو اس کے مقابلہ میں تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ پس خصومت اور مخاصمت کا یہ طریق جدال کہلاتا ہے۔ جس میں دوسرے کو گرانا اور مغلوب کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور نفسانیت کا اس میں بہت کچھ دخل ہو سکتا ہے لیکن قرآن کریم نے جس جدال کی اجازت دی ہے۔ وہ جدال احسن کی صورت ہے۔ یعنی ایسا طریق بحث کہ جس میں ایسی قباحت جو اوپر ذکر کی گئی ہے۔ اس کی جگہ حسن وخوبی کا پہلو عمل میں لایا جائے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ بحث کے وقت اپنے اپنے مذہب کے محاسن اور خوبیوں کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں دلائل کے ساتھ پیش کیا جائے۔ جیسا کہ اس کا نمونہ جلسہ مذاہب لاہور میں خصوصیت کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی تقریر میں پایا گیا۔ نہ یہ کہ معائب اور قبائح کے اظہار سے دوسرے کی فضیحت مقصود ہو۔ حتیٰ کہ جھوٹے الزامات اور بہتانات اور مفتریات سے بھی کام لے کر دوسرے کو ذلیل کرنے کی کوشش کی جائے۔ کہ یہ جدال قبیح اور جدال اقبح ہے۔ جس کے مقابل خدا تعالیٰ نے جدال احسن کے طریق کو پسند فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں ایک عورت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجها وتشتکی الی اللہ واللہ یسمع تحاورکما اس جدال سے بھی اپنی بات کو منوانا اور بغیر کسی دلیل کے منوانا ہی مقصد تھا۔ اس آیت میں تحاور کے لفظ سے یہ بھی ظاہر ہوا۔ کہ لفظ جدال دو فریق کی باہمی گفتگو کا مفہوم بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور قرآن کریم میں گو جدال احسن کو پسند فرما کر اس کی اجازت دی گئی ہے لیکن تبلیغی صورت میں اسے آخری درجہ پر رکھا ہے۔ اور اول درجہ پر دعوت کے دو طریق پیش کئے ہیں۔ یعنی دعوت بالحکمۃ اور دعوت بالموعظۃ الحسنۃ۔ جیسا کہ فرمایا ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلهم بالتی هی احسن یعنی اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو بلا حکمت کے ساتھ اور نیز موعظہ حسنہ کے ساتھ۔ اور جدال کا طریق ان کے ساتھ ایسا اختیار کر جو بہت ہی پسندیدہ اور اپنے اندر حسن وخوبی رکھنے والا ہو۔ اور یہ اس لئے کہ دعوت اور تبلیغ کی راہ میں کبھی کبھی مباحثات کی صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے ؛

دعوت بالحکمۃ کا طریق

دعوت بالحکمۃ کا طریق آیت ذیل میں پیش کیا گیا ہے۔ یعنی

قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی میں بتلنے کہدے ۔ کہ میرا طریق دعوت جس سے میں لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہوں ۔ وہ اندھا دھند نہیں ۔ بلکہ دلائل کے ساتھ علیٰ وجہ البصیرت دعوت کا طریق ہے ۔ جسے میں اور میرے متبعین پیش کرتے ہیں ۔ اور فرمایا کہ ہر قول صدق کے لئے دلیل پیش ہونی چاہیئے ۔ جیسا کہ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین میں اسی تعلیم کو پیش کیا ہے ۔ اور آیت من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا کے رو سے حکمت کو خیر کثیر کا ذریعہ بھی قرار دیا گیا ہے ۔ اور لغت میں حکمت کے متعلق لکھا ہے ۔ الحکمۃ اصابۃ الحق بالعلم والعقل فالحکمۃ من اللہ تعالیٰ معرفۃ الاشیاء وایجادھا علیٰ غایۃ الاحکام ومن الانسان معرفۃ الموجودات وفعل الخیرات (مفردات راغب) یعنی علم اور عقل کے ذریعے حق تک پہنچنا حکمت ہے ۔ حکمت کی نسبت اگر اللہ تعالےٰ کی طرف ہو ۔ تو اس کا مطلب اشیاء کی معرفت اور اس کی ایجاد اور صنعت کی مضبوطی ہے ۔ اور اگر انسان کی طرف نسبت ہو ۔ تو اس کا مطلب موجودات کی معرفت اور اچھے اعمال بجالانا ہے ۔ پس حکمت کے ساتھ دعوت کرنے کا یہ مطلب ہے ۔ کہ لوگوں کو خدا کے دین کی طرف اس کی تعلیم کو مدلل اور معقول طریق سے پیش کر کے بلایا جائے ۔ اور کامل بصیرت اور معرفت کے ساتھ اعمال صالحہ کا بہترین نمونہ بھی اس کے ساتھ پیش کیا جائے ۔ نیز قول اور فعل جو بھی پیش کیا جائے ۔ محل اور موقع کی رعایت سے پیش کیا جائے ۔

آیت من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا کے رو سے حکمت کو خیر کثیر ان معنوں میں بھی قرار دیا ہے ۔ کہ صاحب حکمت ایک ایک چیز کے متعلق نفع اور نقصان کے کثیر پہلوؤں کا علم رکھنے والا ہو ۔ تاکہ نفع کے کثیر پہلوؤں کے علم سے کثرت انتفاع کا فائدہ حاصل ہو سکے ۔ اور نقصان کے کثیر پہلوؤں کے علم سے حفظ ماتقدم کے طور پر کثرت تحفظ کا استفادہ کیا جا سکے ۔ اس کی مثال ایسی ہے ۔ جیسے ایک ہی دوائی کے اتنے کثیر فوائد کا علم کہ وہ امراض کثیرہ کے لئے کفایت کر سکے ۔ اور بہت سے امراض کا علاج ایک ہی چیز سے کیا جا سکے ۔ یا وہ غذا کہ اس سے وجود کے تمام ذرات ۔ اور تمام قوتیں اور حسوں کے قیام صحت کا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے ۔ یا ایک ہی بیماری کے ازالہ کے لئے ادویات کثیرہ کا علم ۔ کہ اگر ایک دوائی نہ مل سکے ۔ تو اس کی جگہ دوسری دوائی سے فائدہ اٹھا سکیں ۔ اگر دوسری دوائی نہ ہو تو تیسری سے اگر تیسری نہ ملے ۔ تو چوتھی سے اسی طرح جسقدر بھی ایک ایک مرض کی کثیر التعداد دواؤں کا علم حاصل ہوگا ۔ اتنا ہی زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکے گا ۔ پس اس طرح کے کثیر المنافع علم کی وسعت حکمت کہلاتی ہے ۔ اور انہی معنوں میں حاذق اور ماہر اطبا کو بھی حکیم کہتے ہیں ۔

پس دعوت بالحکمۃ ان معنوں کے لحاظ سے یہ ہوئی ۔ کہ مبلغ اور داعی الی الحق ایک ایک امر کو جسے بطور دعوے پیش کرے کئی طرح کے دلائل سے ثابت کرے ۔ اور ایک ایک صداقت کے اثبات کے لئے توجیہات کثیرہ اور براہین متعددہ کا ذخیرہ پیش کرے ۔ اسی طرح جس امر حق کو پیش کرے ۔ اس کے فوائد کثیرہ بیان کرنے کے لئے کئی طرح کے حقائق و معارف بیان کرے ۔ اور ایک ایک سوال اور ایک ایک اعتراض کے کئی جواب پیش کرے ۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں اور تقریروں میں علیٰ وجہ الاتم اس بات کا ثبوت ملتا ہے ۔ کہ آپ نے اپنے ہر دعوے کو کثیر التعداد دلائل سے ثابت کیا ۔ اور ہر صداقت کے ثبوت کے لئے کئی طرح کے وجوہات پیش فرمائے ۔ مثلاً مسئلہ وفات مسیح ۔ مسئلہ ختم نبوت ۔ مسئلہ صداقت دعوے مسیح موعود ۔ کہ جن سے آپ کی کتب مقدسہ بھری پڑی ہیں ۔ اسی طرح سورۃ فاتحہ کی بکثرت تفسیریں لکھیں ۔ اور ہر تفسیر میں نئے حقائق اور نئے معارف بیان فرمائے ۔ جو کثرت سے پائے جاتے ہیں ۔ جن میں جدت اور عجیب لطافت اور ملاحت پائی جاتی ہے ۔

دعوت بالموعظۃ الحسنۃ

دعوت بالموعظۃ الحسنۃ کا نمونہ آیت ذیل سے ظاہر ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی ۔ یعظکم لعلکم تذکرون ۔ یعنی اللہ تعالےٰ حکم دیتا ہے ۔ عدل کے متعلق احسان کے متعلق اور ایسے حسن سلوک کے متعلق کہ جو قرابت والوں کو دینے کی صورت میں ہے ۔ اور منع کرتا ہے فحشاء اور منکر اور بغی سے یہ امر اور نہی کی باتیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے بطور وعظ اور موعظہ حسنہ کے ہیں ۔ اس لئے کہ تم انکو اپنے عمل میں مدنظر رکھو ۔ لغت میں لفظ وعظ کے متعلق لکھا ہے ۔ وعظہ ای نصح لہ ۔ وذکرہ مایحملہ علی التوبۃ الی اللہ واصلاح السیرۃ (المنجد) یعنی کسی کو نصیحت کرنا اور اچھی بات پر عمل کرنے کے لئے ہدایت کرنا نیز ایسے امور کی یاد دہانی کرانا جو انسان کو ایسی بات پر آمادہ کرے ۔ کہ وہ گناہوں سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور اپنی سیرت اور اپنی بگڑی ہوئی خو و خصلت کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو ۔ یہ وعظ اور موعظہ حسنہ ہے ۔

ایصال خیر اور دفع شر کے طریق

آیت متذکرہ بالا میں عدل ۔ احسان ۔ ایتاء ذی القربیٰ یہ تین طریقے ایصال خیر کے پیش کئے گئے ہیں ۔ کہ انہیں انسان اختیار کرے ۔ اور فحشاء منکر بغی یہ تین طریقے شر کے پیش کئے ہیں ۔ کہ انہیں انسان ترک کرے ۔ عدل کے خلاف کسی سے معاملہ کرنا فحشاء ہے ۔ احسان کرنے کے برخلاف منکر ایتاء ذی القربیٰ کے خلاف بغی ہے ۔

قرآن کریم طبعی جذبات کے محض عمل میں لانے کی صورت کو نیکی یا حقیقی نیکی قرار نہیں دیتا ۔ بلکہ ایسا انسان جو طبعی جذبات تک ہی اپنے قول اور فعل اور اپنی حرکت و سکون کو محدود رکھتا ہے ۔ تو وہ اگرچہ صورت و شکل کے لحاظ سے انسان کہلائے لیکن سیرت اور اخلاق کے لحاظ سے وہ انسان کہلانے کا حق نہیں رکھتا ۔ کیونکہ طبعی جذبات اور نفسانی خواہشات کی پیروی اسے حیوان لایعقل کی حیثیت سے زیادہ کوئی درجہ نہیں دیتی ۔ ہاں انسانی عقل اور معرفت اور انسانی اخلاق کے ماتحت محل اور موقع کی رعایت سے کسی جذبہ طبعی کا عمل پیرا ہونا حقیقی انسانی فعل اور حقیقی نیکی ہے جس میں کمالات انسانیہ کا بلحاظ مراتب اخلاق روحانیہ کے عظیم الشان دخل پایا جاتا ہے ۔

آیت متذکرہ اپنے حقائق و معارف کے لحاظ سے ذات الوجوہ اور ذات الجہات ہے ۔ ایک پہلو کے لحاظ سے یہ خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتی ہے ۔ اور ایک پہلو سے انسانوں کے ساتھ اس کا تعلق ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے تعلق کے لحاظ سے اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالےٰ کی وہ ذات پاک ہے ۔ کہ جس کا معاملہ اپنی مخلوق سے عدل اور احسان اور قرابت کے رنگ میں ذاتی اور طبعی جوش ہمدردی کے معنوں میں پایا جاتا ہے ۔ اور ان ہر سہ امور کے بالمقابل بلحاظ فحشاء منکر اور بغی کے اپنی مخلوق سے معاملہ ترک شر کا ہے ۔ کیونکہ وہ کامل اور قدوس ہستی جو فحشا اور منکر اور بغی سے منع کرتی ہے ۔ وہ خود ان صفات مذمومہ سے متصف کیسے ہو سکتی ہے ۔

انسانوں کے ساتھ اس آیت کا تعلق ان معنوں میں ہے ۔ کہ خدا تعالےٰ انسانوں کے متعلق اس تعلیم سے یہ چاہتا ہے ۔ کہ وہ بھی عدل ۔ احسان ایتاء ذی القربیٰ کا معاملہ خدا کی مخلوق کے ساتھ اختیار کریں ۔ اور فحشا منکر اور بغی کے طریقوں سے بچیں ۔ تا ایصال خیر اور ترک شر سے تشابہ فی الاخلاق کے پاک نمونہ سے خدا تعالیٰ کی مظہریت کا مرتبہ حاصل کر سکیں ۔ اور متخلق باخلاق اللہ ہو کر خدا تعالےٰ کے رنگ سے کامل طور پر رنگین ہو سکیں ۔

عدل اور احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کی ایک مثال یہ ہے ۔ کہ ایک شخص دوسرے کا مقررہ کام مقررہ وقت کے لئے اجرت پر کرتا ہے ۔ کہ فلاں کام آٹھ گھنٹے کرنے پر ایک روپیہ دیا جائیگا اگر شرط کے موافق کیا ۔ اور ایک روپیہ بالعوض دیا گیا ۔ تو یہ عدل ہے ۔ اس سے زیادہ اپنی خوشی سے کام کیا ۔ یا مزدوری زیادہ دی گئی ۔ تو یہ احسان ہے ۔ اگر بلا اجرت کے اور بلا خیال بدلہ کے یوں ہی شفقت و ہمدردی کے جوش سے کسی کی خدمت کر دی ۔ اور ضرورت کو پورا کر دیا ۔ جس طرح ماں اپنے فطرتی جوش محبت و ہمدردی سے بچہ پر رحم کرتی ہے ۔ تو یہ وہ رحم اور ہمدردی کی صورت ہے جسے ایتاء ذی القربیٰ کے نام سے قرآنی تعلیم میں پیش کیا گیا ہے ۔ اور فحشاء منکر اور بغی اپنی نوعیت کے لحاظ سے ان سہ گانہ مدارج حسنات کی اضداد ہیں ۔

جدال احسن کی صورتیں

قرآن کریم جدال احسن کی تین صورتیں پیش کرتا ہے۔ جدال بالعلم جدال بالھدیٰ۔ جدال بالکتاب المنیر۔ چنانچہ فرمایا ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدیٰ ولا کتاب منیر۔ یعنے لوگوں میں ایسے بھی ہیں۔ جو جدال اور جھگڑا کرتے ہیں اللہ کے بارے میں بغیر علم اور ہدایت اور کتاب منیر کے اس آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ علم اور ھدیٰ اور کتاب منیر کے سوا جدال کی صورت اختیار کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ علم کے سوا جدال کرنا علم کی ضد سے ہوگا۔ جو جہالت ہے۔ اور ھدیٰ کے سوا جدال کرنا ھدیٰ کی ضد سے ہوگا۔ جو ضلالت ہے۔ اور کتاب منیر کے سوا جدال کرنا کتاب منیر کی ضد سے ہوگا۔ جو قانون قدرت کی خلاف ورزی اور اس کی مخالفت ہے۔ پس علم۔ ھدیٰ۔ کتاب منیر کے بغیر ہر صورت جدال قبیح اور غیر مستحسن ہے۔ اور جدال احسن کی پہلی صورت یہ ہے۔ کہ علم سے ہو۔ یعنی علوم متداولہ عقلیہ سے جن کے رو سے استدلال اور استنباط کا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں فرمایا۔ تلک الامثال نضربھا للناس وما یعقلھا الا العالمون۔ یعنی جن باتوں کو ہم بطور امثال بیان کرتے ہیں۔ انہیں معقولی طریق پر سمجھنے والے صرف وہی لوگ ہیں۔ جو معقولات کا علم رکھنے والے ہیں یعنی علم معقولات کے عالم۔ علم کے بعد دوسری صورت جدال احسن کی یہ ہے۔ کہ ھدیٰ سے ہو۔ یعنی منقولات صحیحہ اور صحف الہامیہ کی ہدایت سے اس لئے کہ خدا کی الہامی کتاب کو ھدیٰ کے نام سے بھی موسوم فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین۔ یعنی یہ قرآن یقیناً خدا تعالےٰ کی طرف سے الہامی کتاب ہے۔ جو متقی لوگوں کے لئے ھدیٰ یعنی ہدایت ہے۔ اسی طرح تورات کی نسبت فرمایا۔ واٰتینا موسیٰ الکتاب وجعلنٰہ ھدی لبنی اسرائیل۔ یعنی ہم نے موسیٰ کو کتاب دی۔ اور اسے قوم بنی اسرائیل کے لئے ھدیٰ یعنی ہدایت بنایا۔

تیسری صورت جدال احسن کی یہ ہے۔ کہ کتاب منیر سے ہو یعنی صحیفۂ قانونِ قدرت سے جو خدا کی قولی کتاب قرآن کریم کے بالمقابل خدا کی فعلی کتاب ہے۔ اور کتاب منیر کے معنی ہیں ایسی کتاب جو روشنی والی اور روشنی دینے والی ہو۔ اور جو چیز اندھیرے میں ہو۔ اسے روشن کر دینے والی ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ وہ قول جو بطور دعوے کے پایا جاتا ہو۔ یا خدا کی الہامی کتاب میں کوئی بات بطور دعوے کے پائی جاتی ہو۔ تو اس کی تصدیق خدا تعالےٰ کی فعلی کتاب سے ہی ہو سکتی ہے۔ اور قول کی صداقت کو جس طرح فعل روشن کرتا ہے۔ اور کیا چیز کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے صحیفۂ قانون قدرت یعنی اپنی فعلی کتاب کو کتاب منیر کی صفات سے ذکر فرمایا۔ اور علم اور ھدیٰ اور کتاب منیر تینوں سے مراد صحف الٰہیہ بھی ہیں۔ علم سے مراد صحیفۂ فطرت ہے۔ جس پر معقولات کا دار و مدار ہے۔ اور ھدیٰ سے مراد صحیفۂ سماویہ یعنی الہامی کتاب ہے۔ جس پر شریعت کے سب منقولات صحیحہ کا انحصار ہے۔ اور کتاب منیر سے مراد صحیفۂ قانونِ قدرت ہے۔ جس پر سب قسم کے مشاہدات اور شہودات کا دار و مدار ہے۔

جدال احسن کے جمالی اور جلالی پہلو

قبل اس کے کہ جدال احسن کے جمالی اور جلالی پہلوؤں کے متعلق کچھ عرض کیا جائے۔ یہ امر بھی بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ جدال کے لفظ کا مفہوم جلال کے پہلو پر زیادہ تر دلالت کرتا ہے۔ بلکہ یہ کہنا بھی صحیح ہوگا۔ کہ جدال اپنے مفہوم سے جلال پر ہی دال ہے۔ کیونکہ جدال یعنی جھگڑے کی صورت میں شدت کا مفہوم داخل ہے۔ اور جمال کا مفہوم شدت کے منافی ہے۔ اس لئے یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ جدال کے نیچے جلال ہی ہے۔ جمال کا مفہوم نہیں۔ لیکن اس لحاظ سے کہ جدال علم اور ھدیٰ اور کتاب منیر سے ہونا چاہیئے۔ جو احسن طریق کا جدال ہے۔ تو یہ صورت مناظرات اور مباحثات کی ٹھہرتی ہے اور مناظرات اور مباحثات میں منع۔ نقض اور معارضہ کی تینوں صورتیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ جو اپنے محل اور موقع کی رعایت سے غیر مستحسن نہیں۔ لیکن مناظرات میں ایک مناظر کا دوسرے کے لئے اقدامی طور پر یا جوابی صورت میں ایسے الفاظ بیان کرنا یا مخاطبہ میں لانا جو سب وشتم ہو۔ یا باعث ہجو و تذلیل یا موجب خفت و دل آزاری ہو۔ تو گو ایسے الفاظ اپنی حیثیت میں امر واقع کی صورت رکھتے ہوں۔ محرکات ضروریہ حکیمہ کے بغیر ان کا استعمال ایسے مناظرہ کو جدال قبیح بنا دے گا۔ نہ جدال احسن۔

پس قرآن کریم کا ارشاد کہ جادلھم بالتی ھی احسن اس کی بہترین صورت بلحاظ جمال و جلال کے دو پہلوؤں کے یہی ہو سکتی ہے۔ کہ حکیمانہ مصالح کے ماتحت سختی یا نرمی کا استعمال ہو۔ نرمی کا نرمی کے محل پر اور سختی کا سختی کے محل پر۔ اور یہ عین حکمت ہے۔ لیکن اس کے خلاف نرمی اور سختی کا استعمال غیر مستحسن ہے۔

جدال احسن کا جمالی پہلو

قرآنِ کریم کی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جلالی پہلو یعنی سختی کی صورت اختیار کرنے سے پہلے جمالی پہلو یعنی نرمی کی صورت اختیار کرنا حکمت کا طریق ہے۔ چنانچہ سورۂ فاتحہ جو سارے قرآن کا خلاصہ اور مغز ہے۔ اور تمام مطالب قرآنیہ کے جامع ہونے کی حیثیت سے ام الکتاب اور ام القرآن کے نام سے بھی موسوم ہے۔ اس میں صفات اربعہ یعنی رب۔ رحمٰن رحیم۔ مالک یوم الدین کی چہار گانہ صفات میں سے پہلی تین صفتوں کو جو جمالی صفات ہیں۔ پہلے پیش کیا ہے۔ اور مالک یوم الدین جو چوتھی صفت اور چار صفتوں میں سے آخری اور جلالی صفت ہے۔ اسے پیچھے رکھا ہے۔ جو اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ پہلے رحمت کا طریق جو نرمی کا طریق اور جمالی ہے۔ اسے پیش کرنا چاہیے۔ اور بعد میں جلالی اور سختی کا۔ قانونِ قدرت میں بھی ابتداء میں اشیاء کی صورت نرم ہوتی ہے۔ بعد میں سخت جیسے جمادات نباتات حیوانات کا حال ہے۔

جمالی پہلو کے متعلق قرآنی تعلیم کے نمونے

(۱) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قل لعبادی یقولوا التی ھی احسن۔ ان الشیطٰن ینزغ بینھم ان الشیطٰن کان للانسان عدوا مبینا (بنی اسرائیل) یعنے میرے بندوں کو کہہ دے۔ کہ وہ مونہہ سے وہی بات کہیں۔ جو اپنے اندر حسن وخوبی رکھنے والی ہو۔ ورنہ بری بات مونہہ سے نکالنے سے شیطان کو موقع ملتا ہے۔ کہ وہ بندوں کے درمیان فساد ڈلوائے۔ اور شیطان تو انسانوں کا ایسا دشمن ہے۔ کہ اسی گھات میں رہتا ہے۔ کہ کوئی موقع فساد ڈلوانے کا ہاتھ آئے۔ تو وہ انسانوں کے اتحاد اور ان کے باہمی محبت کے تعلقات کو توڑ تاڑ کر ان کے درمیان تفرقہ اور جدائی ڈالنے والا بنے

(۲) قولوا للناس حسنا (بقرہ) لوگوں سے وہ بات کہنی چاہیئے۔ جو خوبی والی ہو۔ یا بات کو اچھے پیرایہ میں پیش کرنا چاہیئے۔

(۳) ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقٰھا الا الذین صبروا وما یلقٰھا الا ذو حظ عظیم واما ینزغنک من الشیطٰن نزغ فاستعذ باللہ انہ ھو السمیع العلیم۔ یعنی اچھی بات اور بری بات دونوں ایک جیسی نہیں۔ کسی کی طرف سے بری بات پیش ہو۔ تو اس کا دفاع اچھے طریق سے کرنا چاہیئے یعنی بدی کے مقابل نیکی اور نیک سلوک کیا جائے۔ تو اس صورت میں وہ شخص کہ اس کے اور تیرے درمیان دشمنی ہے۔ اس کا تیرے اس نیک سلوک اور حسن معاملت سے یہ حال ہوگا۔ کہ گویا وہ قریبی رشتہ دار اور خاص دوست ہے۔ اور اخلاق حسنہ کی یہ فضیلت صرف انہی کو نصیب ہوتی ہے جنکو ضبط اور برداشت کی بہت بڑی عادت اور اپنے نفسوں پر بہت بڑا قابو حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر یہ بات صرف ایسے ہی لوگوں کو ملتی ہے جو بہت بڑے صاحب نصیب ہوتے ہیں اور اگر تجھے شیطان سے کوئی مفسدانہ وسوسہ پہنچے۔ تو ایسی صورت میں اللہ کی پناہ طلب کر۔ کہ وہ سمیع و علیم ہے۔

(۴) جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ۔ (شوریٰ) یعنی بدی کی سزا اسی قدر ہے جس قدر کہ اس کے لئے قانون مقرر ہو چکا۔ پس جو شخص سزا کی جگہ عفو اور درگذر کو اختیار کرے یعنی ایسا عفو کہ جس کا نتیجہ بدی کرنے والے کی اصلاح ہو۔ تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ اپنے ذمے لیتا ہے پس خدا اسے اجر دے گا۔

یہ چند آیات نمونہ کے طور پر جمالی پہلو کے متعلق پیش کی گئی ہیں۔ ان سے واضح ہوتا ہے کہ بعض طبائع عفو اور درگذر اور نرمی اور رحم اور حسن سلوک سے ہی فائدہ اٹھاتی ہیں۔ اور اپنی اصلاح کر لیتی ہیں۔ پس اس طرح کی طبائع کے لئے نرمی کا استعمال محل اور موقع کے لحاظ سے بالکل مناسب اور موزون ہوتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی مکی زندگی اور بعض مدنی زندگی کے واقعات اسی نرمی کی تعلیم پر محمول تھے۔ جن کا اثر صاحب خلق عظیم کے اخلاق کریمانہ و معاملات حکیمانہ سے بطور نتیجہ کے یہ ظاہر ہوا کہ ہوتے ہوتے طبائع میں صداقت اسلام کی اس زور کے ساتھ لہر پیدا ہو گئی کہ یدخلون فی دین اللہ افواجا کا بے نظیر خوش منظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں خود دیکھ لیا۔ اور آج اسلام کی اسی پاک تعلیم کی صداقت کا معجزانہ اثر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے بھی بصورت تجدید دوبارہ جلوہ دکھا رہا ہے۔ جس کی برکت کا نظارہ حسب وحی الٰہی یاتون من کل فج عمیق جلسہ سالانہ کے اس موجودہ مجمع کثیر کے مبارک منظر کی شکل میں ظاہر اور حضار مجلس کے سامنے ہے والحمد للہ علیٰ ذالک۔

جدال احسن کا جمالی پہلو اور حضرت مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو خدا کے نبی اور رسول ہیں اور خدا تعالیٰ کی صفات جمالیہ و جلالیہ کی مظہریت میں مخلوق کے لئے بشیر اور نذیر کی حیثیت میں ظاہر ہوئے، جدال احسن کے جمالی اور جلالی دونوں پہلوؤں کا نمونہ جس اعلیٰ شان کے ساتھ آپ کے علم کلام میں پایا جاتا ہے۔ وہ اپنی پر حکمت جدت کے لحاظ سے ایسی عجیب چیز ہے۔ کہ جس کی نظیر پہلے علم کلام میں نہیں مل سکتی۔ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان پیشگوئیوں میں جو آپ کی بشارت کے متعلق بہت سی کتب احادیث میں پائی جاتی ہیں۔ حکم و عدل کے وصف سے بھی ذکر کیا گیا ہے۔ پس آپ نے بشان حکمیت وعدلیت اہل مذاہب اور غیر اہل مذاہب دونوں طرح کے لوگوں پر اتمام حجت ایسے فیصلہ کن دلائل سے کی۔ کہ جس کے بعد کسی طرح کے معیار صدق اور میزان عدل کے رو سے چون و چرا کی کچھ گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ قرآن کریم میں آپ کے ظہور کو جن حالات کے متعلق ذکر کیا ہے وہ الفاظ ذیل سے ظاہر ہیں

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون

ان الفاظ سے کئی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

اول یہ کہ مسیح موعودؑ کے وقت اور زمانہ ظہور میں مخالفان اسلام منہ کی پھونکوں سے یعنی تقریروں کے ذریعے معترضانہ صورت میں حملے کرنے والے ہونگے۔ جیسا کہ بافواھھم کے فقرہ سے ظاہر ہے اور جیسا کہ آج دنیا کی حالت ہے۔

دوسرے یہ کہ اس زمانہ میں ایک طرف دہریت کا بہت بڑا زور ہوگا اور دوسری طرف شرک اور مشرکانہ خیالات باطلہ کا جیسا کہ فقرہ ولو کرہ الکافرون اور فقرہ ولو کرہ المشرکون سے ظاہر ہے۔ کافروں سے مراد خدا کی ہستی کے منکر اور مشرکوں سے مراد خدا کی ہستی کے ساتھ دوسری چیزوں کو شریک ٹھہرانے والے ہیں۔

تیسرے یہ کہ مسیح موعود کو جو خدا کا رسول ہوگا۔ خدا ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجے گا۔ اسی لئے کہ اس کا زمانہ ظہور ہدایت اور دین حق کی ضد کا ہوگا۔ یعنی ضلالت اور ادیان باطلہ کا۔ جیسا کہ فقرہ ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق اس پر دلالت کر رہا ہے۔

چوتھے یہ کہ مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ کی نصرتوں اور تائیدوں سے غلبہ عطا کیا جائے گا۔ جیسا کہ فقرہ لیظھرہ اس پر دال ہے۔ اور اس فقرہ میں مسیح موعود کے غلبہ کی بشارت کے ساتھ یہ بات بھی پائی جاتی ہے کہ مسیح موعود کی جنگ سیفی جہاد کی شکل میں نہیں ہوگی۔ بلکہ الھدیٰ اور دین الحق کی تمام روحانی قوتوں سے ہوگی یعنی دلائل اور آیات بینات اور معجزات اور خارق عادت تاثیر دعوات۔ اور ظہور نشانات وغیرہ سے جیسا کہ حدیث بخاری کا فقرہ یضع الحرب بھی سیفی جہاد کے منافی پایا جاتا ہے۔

پانچویں یہ کہ مسیح موعودؑ کا سلسلہ ترقی کرے گا اور اس کی ترقی لوگوں کی مخالفانہ کوششوں سے رک نہیں سکے گی جیسا کہ واللہ متم نورہ کا فقرہ اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے نور کو پورا کر کے دکھائے گا۔ اور لوگوں کی کوشش ہوگی کہ اس نور کو بجھائیں۔ سو وہ بجھ نہیں سکے گا۔ اس لئے کہ وہ آسمانی نور ہے اور آسمانی نور زمینی اندھیروں کو دفع کرنے والا ہوتا ہے نہ یہ کہ زمینی اندھیرے آسمانی نور کو بجھانے والے ہو سکیں۔ پس دنیا میں کوئی نہیں جو خدا کے اس نور کو بجھا سکے اور اس کی قوتوں کو مغلوب کر سکے۔

موجودہ زمانہ کی حالت

یہ زمانہ جس میں ہم ہیں ایسا خطرناک زمانہ ہے جس میں تمام دجالی قوتیں اور طاغوتی طاقتیں اسلام کو نابود کرنے کے لئے جمع ہو کر سمندر کی لہروں کی طرح اسلام پر حملہ آور ہوئیں۔ اور تمام مذاہب باطلہ کے حامی اور نمائندے اور تمام دہریے اور فلسفی خیالات کے لوگ اپنے اپنے رنگ میں اور ہر طرح سے اسلام کی مخالفت میں ایڑی سے چوٹی تک زور لگانے والے ہوئے ان سب کے مقابلہ کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے خدا کا مسیح اور اسلام کا بہادر اور فاتح جرنیل اور باطل کی قوتوں کو پاش پاش کر دینے والا پہلوان مبعوث کیا گیا۔ جو تمام روحانی ہتھیاروں کے ساتھ مسلح ہو کر میدان مقابلہ میں آ کھڑا ہوا۔ اور آپ نے جمالی اور جلالی دونوں رنگوں سے اسلام کی تازہ بتازہ فتوحات کا دنیا میں ڈنکہ بجا دیا۔ آپ نے اسی کے قریب کتابیں لکھیں اور ہزاروں لاکھوں اشتہارات تقسیم کئے اور ہزار ہا قسم کے نشانوں سے تمام اہل مذاہب پر اتمام حجت کی۔ اور سعید روحوں کو اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کیا۔ اور اس روحانی جنگ کا اتنا بڑا وسیع دائرہ کر دیا کہ جماعت احمدیہ کے بہادر سپاہی دنیا کے تمام اطراف میں پھیل کر باطل کو شکست پر شکست دے رہے ہیں اور سعید روحوں کو سلسلہ حقہ عالیہ احمدیہ کی طرف کھینچے چلے آ رہے ہیں۔ اور آج کوئی نہیں جو زمینی ہو کر اس علمی اور روحانی جنگ میں اس آسمانی حزب اللہ کا مقابلہ کر سکے۔ آپ کی تصانیف روحانی جنگ کے لئے بہت ہی بڑے میگزین کا حکم رکھتی ہیں۔

مخالفان اسلام نے تو اسلام کی مخالفت میں تقریروں اور تحریروں کے ذریعے جو حملے کئے۔ وہ سراسر جدال اقبح اور ظالمانہ طریق افترا پردازی سے کئے۔ اور بعض نے فیج اعوج کے علماء کی غلط تفسیروں اور غلط تشریحوں کی بنا پر کئے۔ بعض نے سائنس اور فلسفہ اور حکمت کے ہتھیاروں کو اسلام کی مخالفت میں استعمال کیا۔ بعض نے منطق اور علم کلام کی قوت کو غلط استعمال سے اسلام کی تذلیل اور تذمیم میں صرف کیا۔ ان متواتر اور پیہم حملوں کے مقابلہ میں علماء زمانہ جو اس نئے زمانہ کے نئے ہتھیاروں سے بالکل ناواقف تھے۔ مخالفوں کی توپوں اور بندوقوں کے بالمقابل وہی پرانی کند تلواریں لے کر اپنے اپنے حجروں کے اندر اپنی مسجد کے مقتدیوں اور اپنے حلقہ نشین درویشوں اور سادہ طبع شاگردوں کو دکھا دکھا کر تسلی دیتے رہے کہ اسی اثنا میں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان کہلانے والے مخالفان اسلام کی پیہم یورشوں اور ان کی زہریلی ہواؤں سے متاثر ہو کر اسلام سے مرتد ہو کر اسلام کے دشمن بن گئے۔ چنانچہ پادری عماد الدین۔ عبد اللہ آتھم سید احمد شاہ مؤلف کتاب امہات المومنین وغیرہ کون تھے سب مسلمان بلکہ مسلمانوں کے مولوی

اور عاطل تھے۔ لیکن مخالفانِ اسلام کے حملوں کی تاب نہ لا کر آخر ارتداد کا سیاہ اور ماتمی لباس پہن کر اسلام سے باہر نکل گئے ؎

حضرت مسیح موعود کا دفاعی حملہ اور براہین احمدیہ کا اشتہار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان سب اسلام کے منکروں اور مخالفوں کے حملوں کے دفاع کی غرض سے اور ان پر بالدلائل حجت پوری کرنے اور اسلام کی پر قوت صداقت دکھانے اور اس کے محاسن پیش کرنے کے لئے سب سے پہلے کتاب براہین احمدیہ تصنیف فرمائی۔ اور اس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کا انعامی اشتہار بھی شائع فرمایا جس کے ابتدائی فقرات حسب ذیل ہیں:۔

"میں جو مصنف اس کتاب براہین احمدیہ کا ہوں۔ یہ اشتہار اپنی طرف سے بوعدۂ انعام دس ہزار روپیہ بمقابلہ جمیع ارباب مذہب اور ملت کے جو حقانیت فرقان مجید اور نبوت حضرت محمد مصطفےٰ صلعم سے منکر ہیں۔ اتماماً للحجۃ شائع کرکے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی صاحب منکرین میں سے مشارکت اپنی کتاب کی فرقان مجید سے ان سب براہین اور دلائل میں جو ہم نے در بارۂ حقیت فرقان مجید اور صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء صلعم اسی کتاب مقدس سے اخذ کرکے تحریر کی ہیں۔ اپنی الہامی کتاب سے ثابت کرکے دکھلائیں۔ یا اگر تعداد میں ان کے برابر پیش نہ کر سکیں۔ تو نصف ان سے یا ثلث ان سے یا ربع ان سے یا خمس ان سے نکال کر پیش کریں۔ یا اگر بکلی پیش کرنے سے عاجز ہو۔ تو ہمارے ہی دلائل کو نمبروار توڑ دے ؎"

اس اشتہار کے ساتھ براہین احمدیہ دنیا میں شائع ہوئی تمام اہل مذاہب کے پاس پہنچی۔ تمام مخالفانِ اسلام جو اسلام پر پے در پے حملے کرنے والے تھے۔ ان کی نظر سے گذری۔ اور آج نصف صدی سے بھی اوپر زمانہ گزر چکا۔ مگر کسی کو ہمت نہ ہوئی۔ کہ وہ اشتہار کی پیشکردہ شرائط کے مطابق اپنی الہامی کتاب کی صداقت کا ثبوت پیش کرتا۔ یا اسلامی صداقت کے متعلق پیش کردہ دلائل کو توڑ کر دکھلاتا۔ براہین احمدیہ میں جو نئی شان علم کلام کی پیش کی گئی ہے۔ وہ اس کے اصناف دلائل سے ظاہر ہے۔ جو بالکل اچھوتی طرز کے ہیں۔ جن کے اضافہ سے علم کلام کا عالم ہی اور ہو گیا۔ براہین احمدیہ میں کوئی معمولی بات نہیں پیش کی گئی۔ نہ ہی مخالفانِ اسلام کی طرح کسی کے مذہب پر آپ نے بیجا نکتہ چینی کی ہے۔ نہ ہی کسی افترا پردازی اور غلط بیانی اور کسی متعصبانہ حملہ سے کام لیا ہے۔ بلکہ ہر طرح کے پر قوت دلائل اور ہر طرح کے علمی براہین سے اسلام کے محاسن اور اس کی صداقت کو پیش کیا ہے۔ اور مخالفانِ اسلام کے حملوں کا دفاع اور تردید بھی نہایت ہی معقول اور مہذب طریق سے کی ہے۔ جس سے زیادہ موزون اور مناسب کوئی صورت نہیں ہو سکتی ؎

حقانیت اسلام کی ایک زبردست دلیل

براہین احمدیہ کے دلائل میں سے ایک نئی دلیل بطور مثال کے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی تحدی کے ساتھ اور بہت بڑے دعوے کیساتھ قرآن کریم کی شان بے نظیری کے متعلق پیش کی ہے۔ یہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ "مثلاً ایک یہ وجہ بے نظیری کہ باوجود اسقدر ایجاز کلام کے کہ اگر اس کو متوسط قلم سے لکھیں۔ تو پانچ چار جز میں آسکتا ہے۔ پھر تمام دینی صداقتوں پر کہ جو بطور متفرق پہلی کتابوں میں اور انبیاء سلف کے صحیفوں میں پراگندہ اور منتشر تھیں مشتمل ہے۔ اور نیز اس میں یہ کمال ہے۔ کہ جسقدر انسانی محنت اور کوشش اور جانفشانی کرکے علم دین کے متعلق اپنے فکر اور ادراک سے کچھ صداقتیں نکالے۔ یا کوئی باریک دقیقہ پیدا کرے۔ یا اسی علم کے متعلق کسی قسم کے اور حقائق اور معارف یا کسی نوع کے دلائل اور براہین اپنی قوت عقلیہ سے پیدا کرکے دکھلاوے۔ یا ایسا ہی کوئی نہایت دقیق صداقت جس کو حکمائے سابقین نے مدت دراز کی محنت اور جانفشانی سے نکالا معرض مقابلہ میں لاوے۔ یا جسقدر مفاسد باطنی اور امراض روحانی ہیں۔ جن میں اکثر افراد مبتلا ہوتے ہیں۔ ان میں سے کسی کا ذکر یا علاج قرآن شریف سے دریافت کرنا چاہے۔ تو وہ جس طور سے اور جس بات میں آزمائش کرنا چاہتا ہے۔ آزما کر دیکھ لے۔ کہ ہر ایک دینی صداقت اور حکمت کے بیان میں قرآن شریف ایک دائرہ کی طرح محیط ہے۔ جس سے کوئی صداقت دینی باہر نہیں۔ بلکہ جن صداقتوں کو حکیموں نے بباعث نقصان علم و عقل غلط طور پر بیان کیا ہے۔ قرآن شریف ان کی تکمیل و اصلاح فرماتا ہے۔ اور جن دقائق کا بیان کرنا کسی حکیم و فلاسفر کو میسر نہیں آیا۔ اور کوئی ذہن ان کی طرف سبقت نہیں لے گیا۔ ان کو قرآن شریف بکمال صحت و درستی بیان اور ظاہر فرماتا ہے۔ اور ان دقائق علم الٰہی کو جو صدہا دفتروں اور طول و طویل کتابوں میں لکھے گئے تھے۔ اور پھر بھی ناقص و ناتمام تھے۔ بالاستیفا تمام لکھتا ہے۔ اور آئندہ کسی عاقل کے لئے کسی نئے دقیقہ کے پیدا کرنے کی جگہ نہیں چھوڑتا۔ حالانکہ وہ اس قدر قلیل الحجم کتاب ہے۔ کہ بتحریر میانہ چالیس ورق سے زائد نہیں۔ اب ظاہر ہے۔ کہ یہ ایک ایسی وجہ بے نظیری ہے کہ جس کی صداقت میں ایک ادنیٰ عقل کے آدمی کو بھی شک نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ ہر ایک عقل سلیم پر روشن ہے۔ کہ ہر ایک فن کی دینی سچائیاں اور الٰہیات کے تمام حقائق اور معارف اور اصول حقہ کے جمیع دلائل اور وسائل اور تمام اولین و آخرین کا مغز ایک قلیل المقدار کتاب میں اس احاطہ تام سے درج کرنا جس کے مقابلہ پر کسی ایسی صداقت کا نشان نہ مل سکے۔ جو اس سے باہر رہ گئی ہو۔ یہ انسان کا کام نہیں۔ اور کسی مخلوق کی حد قدرت میں داخل نہیں۔ اور اس کے آزمانے کے لئے بھی ہر ایک خواندہ اور ناخواندہ پر صاف اور سیدھا راستہ کھلا ہے۔ کیونکہ اگر اس امر میں شک ہو۔ کہ قرآن شریف کیونکر تمام حقائق الٰہیات پر حاوی ہے۔ تو اس بات کا ہم ہی ذمہ اٹھاتے ہیں۔ کہ اگر کوئی صاحب طالب حق بنکر یعنی اسلام قبول کرنے کا تحریری وعدہ کرکے کسی کتاب عبرانی یا یونانی۔ لاطینی انگریزی سنسکرت وغیرہ سے کسی قدر دینی صداقتیں نکال کر پیش کریں۔ یا اپنی ہی عقل کے زور سے کوئی الٰہیات کا نہایت باریک دقیقہ پیدا کرکے دکھلاویں۔ تو ہم اس کو قرآن شریف میں سے نکال دیں گے۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۱ حاشیہ ۱۱)

جلال احسن کے جمالی پہلو کی دوسری مثال

جلسہ مذاہب اعظم لاہور جو ۱۸۹۶ء میں بہت بڑے مذاہب کے لیڈروں اور نمائندوں کے اہتمام کے ماتحت منعقد ہوا تھا۔ اور جس میں دنیا کے سب مذاہب کو مدعو کیا گیا۔ کہ ہر مذہب کے نمائندے اپنی اپنی الہامی کتاب کے مقررہ سوالات خمسہ کے جوابات کی صورت میں دلائل پیش کرنے کے ساتھ کمالات کے جوہر اور محاسن دکھائیں۔ ان مدعوین میں اہل اسلام۔ عیسائی صاحبان۔ ہندو ازم والوں سے آریہ سماجی۔ سناتن دھرمی۔ برہمو ازم سکھ۔ فلسفی۔ سب قسم کے لوگ پائے جاتے تھے۔ اسلام کی طرف سے علاوہ اور فرقہائے اسلامیہ کے نمائندوں کے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام کی نمائندگی میں مدعو کئے گئے۔ اس جلسہ میں ہزارہا کے مجمع میں سب مذاہب کے نمائندوں کے مقابل حضرت اقدس کی تقریر بہمہ وجوہ غالب اور فائق رہی۔ اور دوستوں دشمنوں نے بیک زبان متفقہ طور پر آپ کی تقریر کو سب تقریروں پر غالب اور سب مضامین سے بالاتسلیم کیا۔ ہر طرف اور جا بجا لوگ اس کی تعریف اور توصیف میں رطب اللسان تھے۔ اور اب تک ہیں۔ یہ تقریر اسلامی اصول کی فلاسفی کے نام سے بارہا طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔ اس کی برتری اور غلبہ کے متعلق قبل از وقت حضرت اقدس کی طرف سے الہامی پیشگوئی کی صورت میں اشتہار بھی شائع ہوا تھا۔ کہ میرا یہ مضمون سب مضمونوں سے بالا رہے گا۔ اس مضمون کی پر قوت صداقت کے سامنے سب مذاہب باطلہ پاش پاش ہو گئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی کہ مسیح موعود سب مذاہب کو جو اسلام کے سوا ہونگے۔ ہلاک کر دے گا۔ بڑی صفائی سے پوری ہوئی۔ جیسا کہ اس سے قبل براہین احمدیہ سے بھی اس پیشگوئی کا جلوہ ظہور میں آیا۔ جلسہ اعظم مذاہب گو ایک عظیم الشان مذہبی دنگل تھا۔ اور جلال احسن کا ایک عجیب منظر لیکن حضرت اقدس کی تقریر جو سوالات مقررہ کے جوابات پر مشتمل تھی۔ وہ محاسن اسلام اور کمالات ملت اسلامیہ کے گراں قیمت موتیوں کی ایک وسیع بارش تھی۔ جس سے دیکھنے اور سننے والے مالامال کر دیئے گئے۔ تقریر کیا تھی اور کیا شان رکھتی تھی۔ اور سامعین کے قلوب کو وہ اپنے بیش بہا معانی کو کس کس پیرایہ میں نزول کا درجہ عطا کر رہی تھی۔

اس کے متعلق ماہران علوم اب تک بجا طور پر محققین اس طرح بیان کرتے ہیں کہ تقریر کے وقت مفسرین سمجھتے تھے۔ کہ آپ کی تقریر کے وقت قرآن کریم کی بے نظیر تفسیر کی جا رہی ہے۔ محدثین سمجھتے تھے کہ یہ احادیث صحیحہ کا مغز بیان ہو رہا ہے۔ فلسفی سمجھتے تھے کہ فلسفہ اور حکمت کا دریا بہہ رہا ہے۔ صوفی مجبور رہے تھے۔ کہ تصوف اور روحانی علوم کے ابواب کھلے جا رہے ہیں۔ مذاہب باطلہ والے مجبور رہے تھے کہ ہمارے مذاہب کا زبردست اور ناقابل تردید ابطال اور رد ہو رہا ہے۔ محققین اور طالبان حق مجبور رہے تھے کہ آج ہماری تحقیق کی منزل اپنے کمال کو پہنچ رہی ہے۔ اور امور متفسرہ والے مجبور رہے تھے کہ ہمارے سوالات کے تسلی بخش جوابات مل رہے ہیں۔ سو علم کلام کا یہ بہترین نمونہ اور جدال احسن کا یہ جمالی پہلو جس شان اور کمال کے ساتھ ظہور میں آیا۔ وہ اپنی آپ ہی نظیر تھا۔ اور شائقین اب بھی اس تقریر کو پڑھ کر امور متذکرہ کی حقیقت کے متعلق تصدیق فرما سکتے ہیں۔

جدال احسن کے جمالی پہلو کی تیسری مثال

تیسری صورت جدال احسن کی جو مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے دنیا کے تمام اہل مذاہب کے متعلق ظہور میں آئی۔ وہ اس اشتہار کے ذریعے نشان نمائی کے طور پر پیش کی گئی۔ جو آپ کی کتاب آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۷۲ پر سے شروع ہوتا ہے جس کے بعض الفاظ حسب ذیل ہیں۔ اس اشتہار میں سچے مذہب کی حقانیت کا ثبوت خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں کے ظہور کی بناء پر رکھا گیا ہے جو سچے مذہب کا سرچشمہ ہے۔ اور جس کی عبارت درج ذیل ہے۔

"اشتہار بنام جملہ پادری صاحبان و ہندو صاحبان و آریہ صاحبان و برہمو صاحبان و سکھ صاحبان و دہریے صاحبان و نیچری صاحبان وغیرہ صاحبان۔

اما بعد چونکہ اس زمانہ میں مذاہب مندرجہ عنوان تعلیم قرآن کے سخت مخالف ہیں اور اکثر ان کے ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو حق پر نہیں سمجھتے اور قرآن شریف کو ربانی کلام تسلیم نہیں کرتے اور ہمارے رسول کریم کو مفتری اور ہمارے صحیفہ پاک کو مجموعہ افترا قرار دیتے ہیں۔ اور ایک زمانہ دراز ہم میں اور ان میں مباحثات میں گذر گیا اور کامل طور پر ان کے تمام الزامات کا جواب دے دیا گیا اور مذاہب اور کتب پر الزامات عائد ہوتے ہیں وہ شرطیں باندھ باندھ کر سنائے گئے۔ اور ظاہر کر دیا گیا کہ ان کے مذہبی اصول و عقائد اور قوانین جو اسلام کے مخالف ہیں کیسے دور از صداقت اور حیا سے ننگ و عار ہیں۔

مگر پھر بھی ان صاحبوں نے حق کو قبول نہیں کیا اور نہ اپنی شوخی اور بد زبانی کو چھوڑا آخر ہم نے پوری پوری اتمام حجت کی غرض سے یہ اشتہار آج لکھا ہے جس کا مختصر مضمون ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ . . . . صاحبو! تمام اہل مذاہب جو سزا جزا کو مانتے ہیں اور بقاء روح اور روز آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ اگرچہ صدہا باتوں میں مختلف ہیں مگر اس کلمہ پر سب اتفاق رکھتے ہیں جو خدا موجود ہے۔ اور دعویٰ کرتے ہیں کہ اسی خدا نے ہمیں یہ مذہب دیا ہے۔ اور اسی کی یہ ہدایت ہے جو ہمارے ہاتھ میں ہے اور کہتے ہیں کہ اس کی مرضی پر چلنے والے اور اس کے پیارے بندے صرف ہم لوگ ہیں اور باقی سب مورد غضب اور ضلالت کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں جن پر خدا تعالیٰ سخت ناراض ہے پس جبکہ ہر ایک کا دعویٰ ہے کہ میری راہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے اور مدار نجات اور قبولیت فقط یہی راہ ہے و بس . . . . . تو پھر فیصلہ نہایت آسان ہے اور ہم اس کلمہ مذکورہ میں ہر ایک صاحب کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں ہمارے نزدیک بھی یہی سچ ہے کہ سچے اور جھوٹے میں اسی دنیا میں کوئی ایسا مابہ الامتیاز قائم ہونا چاہیئے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہو۔ . . . . . اگرچہ ہم کہتے ہیں کہ اسلام میں وہ قابل تعریف باتیں ایک بے نظیر کمال کے ساتھ پائی جاتی ہیں جن سے اسلام کی خصوصیت ثابت ہوتی ہے۔ . . . اور اس کے مقابل پر جو کچھ ہمارے مخالفوں کی اعتقادی اور عملی حالت ہے وہ ایسی شے ہے جو کسی منصف سے پوشیدہ نہیں لیکن جب کہ تعصب درمیان ہے تو اسلام کی ان خوبیوں کو کون قبول کر سکتا ہے اور کون سن سکتا ہے سو یہ طریق نظری ہے اور نہایت بدیہی طریق جو دیہات کے اہل جاہل والے اور جنگلوں کے خانہ بدوش بھی اس کو سمجھ سکتے ہیں یہ ہے کہ اس جنگ و جدال کے وقت میں جو تمام مذاہب میں ہو رہا ہے اور اب کمال کو پہنچ گیا ہے اسی سے مدد طلب کریں جس کی راہ میں یہ جنگ و جدال ہے جبکہ خدا تعالیٰ موجود ہے اور درحقیقت اسی کے بارے میں یہ سب لڑائیاں ہیں تو بہتر ہے کہ اسی سے فیصلہ چاہیں۔

اب واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے میری یہ حالت ہے کہ میں صرف اسلام کو سچا مذہب سمجھتا ہوں۔ اور دوسرے مذاہب کو باطل اور سراسر دروغ کا پتلا خیال کرتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے نور کے چشمے میرے اندر بہہ رہے ہیں اور محض محبت رسول اللہ صلعم کی وجہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ مکالمہ الٰہیہ اور اجابت دعاؤں کا مجھے حاصل ہوا ہے کہ بجز سچے نبی کے پیرو کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکے گا۔ اگر ہندو اور عیسائی وغیرہ اپنے باطل معبودوں سے دعا کرتے کرتے مر بھی جائیں تب بھی ان کو وہ مرتبہ مل نہیں سکتا اور وہ کلام الٰہی جو دوسرے ظنی طور پر اس کو مانتے ہیں میں اس کو سن رہا ہوں۔ اور مجھے دکھلایا اور بتلایا گیا اور سمجھایا گیا ہے کہ دنیا میں فقط اسلام ہی حق ہے اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ یہ سب کچھ بہ برکت پیروی حضرت خاتم الانبیاء صلعم مجھ کو ملا ہے اور جو کچھ ملا ہے اس کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں کیونکہ وہ باطل پر ہیں اب اگر کوئی سچ کا طالب ہے خواہ وہ ہندو ہے یا عیسائی یا آریہ یا یہودی یا برہمو یا کوئی اور ہے اس کے لئے یہ خوب موقع ہے جو میرے مقابل پر کھڑا ہو جائے اگر وہ امور غیبیہ کے ظاہر ہونے اور دعاؤں کے قبول ہونے میں میرا مقابلہ کر سکا تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی تمام جائداد غیر منقولہ وغیرہ منقولہ جو دس ہزار روپیہ کے قریب ہو گی اس کے حوالہ کر دوں گا یا جس طور سے اس کی تسلی ہو سکے اسی طور سے تاوان ادا کرنے میں اس کو تسلی دوں گا میرا خدا واحد شاہد ہے کہ میں ہرگز فرق نہیں کروں گا اور اگر سزائے موت بھی ہو تو بدل و جان روا رکھتا ہوں میں دل سے یہ کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں سچ کہتا ہوں اور اگر کسی کو شک ہو اور میری اس تجویز پر اعتبار نہ ہو تو وہ آپ ہی کوئی احسن تجویز تاوان کی پیش کرے میں اس کو قبول کر لوں گا میں ہرگز عذر نہیں کروں گا۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو بہتر ہے کہ کسی سخت سزا سے ہلاک ہو جاؤں اور اگر میں سچا ہوں تو چاہتا ہوں کہ کوئی ہلاک شدہ میرے ہاتھ سے بچ جائے۔"

میرے پیارے بھائیو۔ میرے دوستو یہ آپ کے پیش کردہ اشتہار کے بعض فقرات ہیں جو پڑھ کر سنائے گئے۔ کیا اس اشتہار کے بعد دنیا کے کسی مذہب کا کوئی پیرو اور نمائندہ آپ کے مقابلہ میں کھڑا ہوا ہرگز نہیں۔ کیا پیش کردہ طریق سے اسلام کی حقانیت اور نبی اسلام کی پرقوت صداقت کا جلوہ ہزار سورج سے بھی بڑھ کر نہیں دکھایا گیا۔ اور کیا اس طریق پیش کردہ سے تمام دنیا کے مذاہب باطلہ کا بطلان سیاہ ماتمی لباس اور کالی رات سے بھی بڑھ چڑھ کر تاریکی کے رنگ میں نہیں ظاہر کیا گیا۔ اب خدارا دنیا کے عقلمند اور منصف مزاج اور عدل دوست ذرا غور کر کے سوچیں کہ اسلام اور نبی اسلام کی صداقت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت دیا جا سکتا ہے اور کیا کسی مفتری کو یہ ہمت ہو سکتی ہے کہ وہ فضول اور بیہودہ لن ترانیوں کی بناء پر ایسی ایسی تحدیوں سے دنیا کے اہل مذاہب کو مقابلہ کے لئے بلا سکے۔ پس حضرت مرزا صاحب جو مسیح محمدی ہیں اور اسلام کے سچے موعود مسیح ہیں اگر آپ اپنے دعویٰ میں صادق نہ ہوتے تو ایک کذاب کو کب جرأت ہو سکتی تھی کہ وہ اسلام کی حمایت میں ایسا صادقانہ دلیری کا نمونہ دکھا سکتا۔ پھر اگرچہ اہل مذاہب سے کوئی شخص بھی اس امتحان کے لئے آپ کے مقابلے میں آنے کی ہمت نہ کر سکا لیکن آپ نے جیسے کہ اشتہار میں امور غیبیہ اور دعاؤں کی قبولیت کے نشانات دکھانے کا وعدہ فرمایا تھا ہزاروں کی تعداد میں اس کا نمونہ دکھا دیا چنانچہ یہ عظیم الشان مجمع جو ہزارہا کی تعداد میں آپ صاحبوں کے سامنے موجود ہے یہ کیا ہے یہ بھی درحقیقت آپ کے پیش کردہ امور غیبیہ سے ایک پرقوت اور پرشوکت اور پر جلال پیشگوئی یا توت مت دکل فج عمیق کا صداقت نما نظارہ ہے مبارک وہ جو اس نور صداقت

کی پر عظمت تجلی سے اپنی طالب صدق روح و قلب کو منور کرنے کی توفیق حاصل کرے۔ اور اس کے علاوہ قادیان کی مقدس بستی کی ترقی اور محلات جدیدہ اور مکانات نو تعمیر شدہ کی اینٹ اینٹ نمونہ صداقت سے لبریز ہے جو ایسے لوگوں کے آباد کردہ ہیں۔ جو باوجود دنیا کی شدید مخالفت کے غیر احمدیوں اور غیر مسلموں سے نکل نکل کر یہاں آباد ہو رہے ہیں۔

جدال احسن کے جمالی پہلو کی چوتھی مثال

جدال احسن کے جمالی پہلو کی چوتھی مثال آپ کے اس مناظرہ سے پیش کی جاتی ہے جو آپ نے عیسائیوں کے مناظر ڈپٹی عبد اللہ آتھم سے کیا۔ اس مناظرہ میں جو جنگ مقدس کے نام سے شائع شدہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی صداقت اور قوت اور تمام عیسائیوں پر اتمام حجت کا جو طریق پیش کیا ہے وہ نہایت ہی تہذیب اور سلامت روی کا پہلو ہے جس کے اختیار کرنے سے مناظرات اور مباحثات میں جو شور و شر اور فسادات عام طور پر پیدا ہو جاتے ہیں وہ پیدا نہیں ہو سکتے۔ اور میرے خیال میں یہ سب اہل مذاہب کیلئے نہایت ہی احسن صورت مناظرات کی ہے جو حضرت اقدس کی طرف سے بالکل جدید علم کلام کی صورت میں پیش کی گئی اور وہ یہ ہے جسے آپ نے اول سے آخر تک دہرایا اور فریق مخالف سے بار بار مطالبہ کیا۔ لیکن عیسائی مناظر نے ہر دفعہ اور ہر جگہ اپنے عجز کا اظہار کیا۔ آپ کی طرف سے جو اصول مناظرہ کے لئے پیش کیا گیا وہ آپ ہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔

آپ نے فرمایا "میں مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے بطور کلام کلی کے اسی امر میں جو مناظرہ کی علت غائی ہے انجیل شریف اور قرآن کریم کا مقابلہ اور موازنہ کیا جائے لیکن یہ بات یاد رہے کہ اس مقابلہ اور موازنہ میں کسی فریق کا ہرگز یہ اختیار نہیں ہوگا کہ اپنی کتاب سے باہر جائے یا اپنی طرف سے کوئی بات منہ پر لاوے بلکہ لازم اور ضروری ہوگا کہ جو دعویٰ کریں وہ دعویٰ اس الہامی کتاب کے حوالہ سے کیا جائے جو الہامی قرار دی گئی ہے اور جو دلیل پیش کریں وہ دلیل بھی اسی کتاب کے حوالہ سے ہو کیونکہ یہ بات بالکل بچی اور کامل کتاب کی شان سے بعید ہے کہ اس کی وکالت اپنے تمام ساختہ پرداختہ سے کوئی دوسرا شخص کرے اور وہ کتاب بکلی خاموش اور ساکت ہو۔" آپ کے اس پیش کردہ اصول پر دنیا جہان کے مذاہب کی الہامی کتابیں بجز قرآن کریم کے کامل ثابت نہیں ہو سکتیں پس اس جدید اور بے نظیر اور نہایت ہی معقول اور پر امن طریق کی بنا صداقت اسلام کی نہایت ہی شاندار فتح کے لئے جنگ مقدس کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ جس کی حسن ایجاد کا مبارک سہرا اندرت کے آپ کے سر باندھا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔ ان چار مثالوں کے علاوہ اور بھی سینکڑوں مثالیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی آپ کی تالیفات اور تحریرات میں پائی جاتی ہیں۔ جن کے بیان کرنے سے دقت

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

مرزاپور کے انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر کرافورڈ ۲۸ دسمبر کی اطلاع کے مطابق ضلع کے جنوبی حصہ کا دورہ کر رہے تھے کہ انہیں سوتے ہوئے ان کے پہرہ دار نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ حملہ کی وجہ تاحال معلوم نہیں ہوئی۔

نیویارک کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ کرسمس کے حوادث کے سبب امسال امریکہ میں ۱۴۶ آدمی ہلاک ہوئے۔

حکومت نظام نے حیدرآباد سے ۲۸ دسمبر کی اطلاع کے مطابق ٹاٹا کمپنی سے معاہدہ کیا ہے کہ وہ کراچی اور مدراس کی ہوائی ڈاک حیدرآباد تک پہنچایا کرے۔ ہوائی ڈاک کی آمد و رفت ۱۴ جنوری سے شروع ہو جائے گی۔

سابق شاہ یونان ہز مجسٹی جارج ۲۸ دسمبر کو کلکتہ پہنچے اور والسرائے کی قیام گاہ پر فروکش ہوئے۔

پالگھاٹ سے ۲۸ دسمبر کی اطلاع ہے کہ ریاست ٹراونکور کے ایک وکیل کے محرر کا دعوٰی ہے کہ مینڈک کا شوربہ تپ دق کا تیر بہدف علاج ہے۔ اس کا بیان ہے کہ وہ خود تپ دق میں مبتلا تھا۔ ڈاکٹر اس کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔ مگر مینڈک کا مسلسل شوربہ پینے سے وہ بکلی صحت یاب ہو گیا۔

الہ آباد کی ایک اطلاع کے مطابق حال ہی میں گورنمنٹ یوپی نے جیلوں کے سپرنٹنڈنٹوں کو ایک سرکلر بھیجا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ انہیں زیر سماعت قیدیوں کو جو بیڑیاں پہنانے کا اختیار ہے اسے ہر موقع پر اچھی طرح استعمال کرنا چاہئیے اور قیدی کے جرم کا خیال نہ کرکے صرف اس امر کا لحاظ رکھنا چاہئیے۔ کہ آیا ملزم کے بھاگ جانے یا اس کی طرف سے تشدد کا اندیشہ تو نہیں۔

لزبن (سپین) سے ۲۸ دسمبر کی اطلاع ہے کہ وہاں خطرناک زلزلہ آیا۔ جس کے نتیجہ میں متعدد عمارتوں کو گزند پہنچا۔ سلطنت رومۃ الکبرٰی کے عہد کے ایک محل کی دیواروں کو بھی شدید نقصان پہنچا جو آج کل قید خانہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ بہت سے قیدیوں نے اسی موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے راہ فرار اختیار کی۔

نئی دہلی سے ۲۹ دسمبر کی اطلاع ہے کہ حکومت پنجاب نے ڈاکٹر خان صاحب کے داخلہ پر جو پابندیاں عائد کی تھیں وہ اٹھالی ہیں۔ اور اس بارے میں ڈاکٹر خان صاحب کو اطلاع کر دی گئی ہے۔

لنڈن سے ۲۹ دسمبر کی اطلاع کے مطابق روزنامہ ٹائمز کا نامہ نگار اوراوہ سے اطلاع دیتا ہے کہ لیتھوینیا کے تمام حصوں میں سردی کی شدت ہے۔ درجہ انجماد سے ۱۴ درجہ تحت الصفر ہے۔ مغربی حصہ سے آٹھ آدمیوں کی ہلاکت کی اطلاع آئی ہے جن میں سے پانچ منجمد ہو کر ہلاک ہوئے۔

گاندھی جی ۲۹ دسمبر کو دہلی پہنچے۔ اور ۳۰ دسمبر کو انہوں نے سودیشی مصنوعات کی نمائش کا افتتاح کیا۔ اور کارخانوں کے مالکوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ ہریجنوں سے تعصب نہ کریں۔ اور انہیں مصنوعات علی الخصوص چمڑے کی دستکاری کی تعلیم دیں۔

جمہوریہ ترکیہ نے لنڈن سے ۲۹ دسمبر کی اطلاع کے مطابق بڑی مستعدی سے ان تمام رقوم کو ادا کر دیا ہے۔ جو سلطنت عثمانیہ کے ذمہ انگریزی کمپنیوں اور برطانوی رعایا کی تھیں۔ ۱۹۳۰ء میں ان رقوم کی ادائیگی کے بارہ میں تیئیس ہزار پونڈ پر فیصلہ ہوا تھا۔ اور طے پایا تھا کہ یہ رقم پانچ سالانہ اقساط میں ادا کی جائے۔ اس کے مطابق پہلی قسط دسمبر ۱۹۳۰ء سے شروع ہوئی۔ اور اب آخری قسط کی ادائیگی کی جا رہی ہے۔

رنگون سے ۳۰ دسمبر کی اطلاع ہے کہ برما انڈین ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام آل برما انڈیا کانفرنس میں ہندیان مقیم برما نے چند قراردادیں منظور کی ہیں۔ جن میں لوکل سیلف گورنمنٹ اور مقامی اداروں کے برخلاف جنہوں نے تعلیمی پیشوں میں امتیازات قائم کئے ہوئے ہیں۔ احتجاج کیا گیا اور حق رائے دہی کی موجودہ قابلیت اور اقلیت کے بنیادی استمراری حقوق کا جو کہ گول میز کانفرنس میں وضاحت کے ساتھ منظور کئے گئے ہیں۔ مطالبہ کیا گیا۔

عراق ٹائمز سے معلوم ہوا ہے کہ غازی مصطفٰی کمال پاشا نے حال ہی میں ایک مسودہ قانون تیار کیا ہے جسے جلد ترکی پارلیمنٹ میں پیش کر دیا جائے گا۔ اس کا منشا یہ ہے کہ غیر ممالک کے جو مذہبی اکابر یعنی پادری حدود ترکیہ میں مقیم ہیں اور جنہوں نے کلیسا بنا رکھے ہیں۔ انہیں ہرگز حق حاصل نہیں ہوگا۔ کہ حدود کلیسا سے باہر اپنا مذہبی لباس استعمال کریں بلکہ باہر نکلتے وقت انہیں عام لباس استعمال کرنا پڑے گا۔

جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کی رپورٹ کے متعلق رائٹر کے ایک نمائندہ نے بمبئی سے ۲۸ دسمبر کی اطلاع کے مطابق مسٹر جناح سے استصواب کیا تو انہوں نے کہا۔ یہ سکیم کامیاب نہیں ہوگی اور نہ برطانوی ہند کا کوئی ذمہ دار سیاست دان حقیقی معنوں میں اس کی حمایت کریگا۔ اس سکیم کا مقصد اعظم ہندوستان کو حقیقی حکومت خود اختیاری دینا نہیں۔ بلکہ برطانوی اقتدار و برتری کو قائم رکھنا ہے۔ اگر ممکن ہوا تو سائمن کمیشن کی رپورٹ کی طرح جائنٹ کمیٹی کی رپورٹ بھی کالعدم کر دی جائیگی۔

شنگھائی سے ۳۰ دسمبر کی اطلاع ہے کہ چین کی وزارت خزانہ کی طرف سے غیر ملکی بنکوں سے عنقریب مطالبہ کیا جائیگا کہ انہوں نے جس قدر چاندی چین سے خریدی ہے وہ واپس بھیجدی جائے۔ یہ چاندی ایکسپورٹ ٹیکس سے مستثنٰی کی جائیگی۔

سانٹیاگو (چلی) کی تازہ ترین اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ پیراگوے اور بولیویا میں گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ پیراگوے کے تیس ہزار سپاہیوں نے دھاوا بول دیا۔ اور بولیویا کی گورنمنٹ بھی اپنے دستوں کو مضبوط کرکے سامان اسلحہ اور بارود دھڑا دھڑ ارسال کر رہی ہے۔

اٹلی کے ڈکٹیٹر مسولینی نے روما کی ایک اطلاع کے مطابق ایک آرڈی ننس جاری کیا ہے جس کے رو سے سونے کو ممالک غیر میں بھیجنے کی سخت ممانعت کر دی ہے۔ اور اعلان کیا ہے کہ جو شخص اس کی خلاف ورزی کرے گا اسے جلا وطن کر دیا جائیگا۔

ماسکو کی ایک اطلاع کے مطابق ایم سٹیلن نے ایک تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ ہم اپنے مخالف انارکسٹوں کو دکھا دینگے کہ وہ تشدد کرکے گورنمنٹ کو مرعوب نہیں کر سکتے۔ ہم اتنی سختی کریں گے کہ وہ ختم ہو جائیں گے۔

علاقہ سار کے متعلق جرمنی اور فرانس میں جو جھگڑا ہے جنیوا کی ایک اطلاع کے مطابق اس نے نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ برطانوی گورنمنٹ نے علاقہ کی حفاظت کے لئے ۱۵ سو فوجی سپاہی بھیج دئے ہیں۔ اٹلی بھی تیار ہے مگر معلوم ہوا ہے کہ سوئٹزرلینڈ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ اٹلی یا کسی دوسرے ملک کی فوجوں کو اپنے ملک کی حدود سے گذرنے نہیں دے گا۔

نئے سال کے خطابات کی فہرست دہلی سے ۳۱ دسمبر کی اطلاع کے مطابق شائع ہو گئی ہے۔

مسٹر سبھاش چندر بوس کے متعلق ایسوشی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ ان کا طبی معائنہ کرنے کے لئے حکومت بنگال نے جو سرکاری میڈیکل بورڈ مقرر کیا تھا۔ اس نے حکومت کے سامنے یہ رپورٹ پیش کی ہے۔ کہ ان کا نظر بندی کی صورت میں مؤثر طور پر علاج نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کہ بہتر ہوگا موصوف کو علاج کرانے کے لئے دوبارہ یورپ بھیج دیا جائے۔

روم سے ۳۱ دسمبر کی اطلاع ہے کہ اٹلی اور ایبے سینیا میں جنگ جاری ہے۔ جس کے نتیجہ میں ۱۶۰ اطالوی سپاہی ہلاک ہو گئے ہیں۔ مجروحین کی تعداد ۴۰۰ بیان کی جاتی ہے ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ ایبے سینیا کے بھی ۱۵۰۰ سپاہی ہلاک اور مجروح ہوئے ہیں۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی